بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (القرآن)

نعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

قرآنِ کریم کی روشنی میں

ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی

اُردو آنرز (گولڈ میڈلسٹ)، ایم۔ اے (اُردو)، ایم۔ اے (پنجابی)

ایل۔ ایل۔ بی، پی ایچ۔ ڈی

ادارہ تعلیماتِ مجددیہ

ارشد لائبریری ریلوے روڈ، شکر گڑھ (نارووال)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (القرآن)

نعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

قرآنِ کریم کی روشنی میں

ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی

اُردو آنرز (گولڈ میڈلسٹ) ایم۔ اے (اُردو) ایم۔ اے (پنجابی)

ایل۔ ایل۔ بی۔ پی ایچ۔ ڈی

ادارہ تعلیمات مجدّدیہ

ارشد لائبریری ریلوے روڈ شکر گڑھ (نارووال)

حرفِ تمنا

قارئین کرام! نعت مصطفیٰ کی تاریخ بہت ہی پرانی ہے۔ یوم الست ہو کہ بزم میثاق، اللہ تعالیٰ نے اپنی شان جلالت کے ساتھ ساتھ اپنے محبوب اکرم، حبیب اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شوکت و سطوت کا بھی ذکر فرمایا۔ انبیاء کرام بھی سنت الٰہی پر عمل پیرا رہے۔ حمد و نعت کا یہ ایمان آفرین سلسلہ جاری و ساری ہے۔ آسمان ہو کہ زمین، ہر طرف ان کے خوشبو ریز تذکرے سنائی دیتے ہیں۔

زیر نظر مقالہ "نعت مصطفیٰ، قرآن کریم کی روشنی میں" بھی اسی سلسلے کی ایک خوبصورت کڑی ہے۔ فاضل مقالہ نگار جناب ڈاکٹر پروفیسر آفتاب احمد نقوی صاحب (ایم۔ اے، پی۔ ایچ ڈی) ملک بھر کے علمی و ادبی حلقوں میں نہایت عزت و احترام کے حامل ہیں۔ آپ دن رات نعت مصطفیٰ کی ترویج و اشاعت میں مصروف ہیں۔ گورنمنٹ کالج شاہدرہ کے میگزین "اوج" کے وقیع و نظر افروز نعت نمبر کو کون نہیں جانتا۔ وہ ڈاکٹر صاحب کے فکر رسا، حسن وفا اور ذوق محبت کا منہ بولتا شہکار ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ اس نعت نمبر نے اپنی گوناگوں انفرادیت کی وجہ سے تاریخ نعت میں مقام اوج حاصل کیا ہے۔ اللہ اللہ! ہر لفظ عشق رسول سے معمور ہے۔

الحمدللہ! ادارہ تعلیمات مجددیہ شکرگڑھ حضرت امام ربانی سیدنا مجدد الف ثانی اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رضی اللہ عنہما کی تعلیمات کی روشنی میں مذہب اسلام کی تبلیغ میں سرگرم عمل ہے۔ یہ اللہ کریم اور اس کے محبوب کی نظر رحمت نہیں تو اور کیا ہے کہ ادارے نے دور افتادہ علاقے میں ہوتے ہوئے بھی مختصر سے عرصہ میں آٹھ بہترین علمی و تحقیقی مقالے سینکڑوں کی تعداد میں تقسیم کیے ہیں۔

ایں سعادت بزور بازو نیست

اور زیر نظر مقالے کو شائع کرنے کی سعادت بھی ادارۂ ھذا کو نصیب ہوئی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمتوں کا پرچار کرنے کی بیش از بیش توفیق مرحمت فرمائے۔

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

احقر العباد

غلام مصطفیٰ مجددی ایم۔ اے

۲۰ رجب المرجب ۱۴۱۵ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم

گلہائے عقیدت ——— پروفیسر محمد حسین آسی صاحب

خوشا دلے کہ دہندش ولائے آلِ رسول
خوشا سرے کہ کنندش فدائے آلِ رسول

آل رسول کی محبت و مدحت یقیناً نمایاں ترین سعادتوں میں سے ہے۔ وہ لوگ از حد خوش نصیب ہیں، جنہیں مبدء فیاض نے اس دولت لازوال سے بہرہ ور کیا ہے۔ الحمدللہ میں اس وقت ایک ایسی ہی سعادت سے مالامال ہو رہا ہوں۔ یعنی ایک آفتاب (کے ذکر) سے مستنیر ہونا چاہتا ہوں جو اس خاندان عظیم الشان کا فرد ہے، جس کے بارے میں بجا طور پر کہا جاتا ہے کہ "ایں خانہ ہمہ آفتاب است"۔ حضرت مولانا حسن رضا خاں صاحب بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ؎

ان کی ذریت کا ہر ذرہ نہ کیوں ہو آفتاب
سرزمین حُسن سے نکلی ہے یہ کان جمال

جہاں ذروں کو آفتاب (اور قطروں کو بحر ناپیدا کنار) بنایا جاتا ہے، جہاں فکر و نظر کو اجالے ملتے ہیں اور ذہن و ضمیر کی ظلمتیں دور کی جاتی ہیں۔ گویا ؎

نہ شبم، نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم
چو غلام آفتابم ہمہ ز آفتاب گویم!

یہ آفتاب جس کا ذکر آج دل و جان کو طراوت دے رہا ہے، حسب و نسب کے اعتبار سے بھی آفتاب ہے اور سیرت و کردار کے لحاظ سے بھی۔ علم و فضل کا آفتاب بھی ہے اور خلوص و وفا کا بھی۔ تحریر دیکھو تو نور ہی نور، تقریر سنو تو سرور ہی سرور۔ کیوں نہ ہو، ان کی تحریر و تقریر کا عنوان جلی خدا کے سب سے بڑے محبوب، انبیاء و مرسلین کے سب سے بڑے امام، کائنات کے سب سے بڑے ہادی اور انسان کے سب سے بڑے محسن حضور احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و ثناء ہے۔ اللہ اکبر! کتنا بڑا شرف ہے۔ وہ

ذات ستودہ صفات جس پر درود و سلام اس کا خدا بھیجتا ہے' خدا کے فرشتے بھیجتے ہیں' ساری خدائی میں جس کی عظمتوں کا چرچا ہے' عرش و فرش پر جس کی رحمت کے گیت گائے جاتے ہیں۔ کتنا بلند بخت ہے وہ' جو ان کی مدح سرائی کے لیے وقف ہو جائے اور اس بلند بختی میں کتنا اضافہ ہو جاتا ہے جب وہ خود انہی کی آل پاک میں شامل ہو۔ ڈاکٹر سید آفتاب احمد صاحب نقوی مدظلہ العالی بحمہ تعالیٰ۔

نسباً آل رسول ہیں

فکراً غلام رسول ہیں

اور عملاً" مداح رسول ہیں (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یعنی آل رسول کا آل رسول ہونا ہی اس کی عظمت یکتا کے لیے کافی ہے۔ پھر اگر نسبت رسول اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فکر و نظر پر گہری چھاپ ہو تو کیا کہنے۔ حقیقت یہ ہے کہ قدرت آل رسول کو دوسرے انسانوں کے مقابلے میں خصوصی صلاحیتیں بھی عطا کرتی ہے اور ایک سیدزادہ ان صلاحیتوں سے آراستہ ہو کر علم و عرفان کی طرف رخ کرتا ہے تو جلد ہی ان منازل تک پہنچ جاتا ہے' جن کا کئی دوسرے تصور بھی نہیں کر سکتے اور پھر اس سارے علم و عرفان کو ثنائے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نذر کر دیا جائے تو بات کہاں جا پہنچتی ہے۔

ہمارے ممدوح جناب ڈاکٹر سید آفتاب احمد صاحب نقوی مدظلہ العالی ان سہ گانہ مدارج کی جیتی جاگتی عملی تفسیر ہیں۔ سید پھر حضور سرور لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سچی محبت اور وہ بھی بچپن سے (یعنی ان کا مزاج لڑکپن سے عاشقانہ تھا) پھر اس محبت کا زبانی اظہار نہیں بلکہ عملاً" اپنی ساری جودت طبع کو ذکر حبیب اور نشر فضائل حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے وقف کر دیا۔

اے عشق یار نام پہ محفوظ ہیں تیرے
سارے حقوق میری کتاب حیات کے !

وہ دن کتنے حسین تھے جب جناح اسلامیہ کالج سیالکوٹ میں پروفیسر محمد یونس حسرت' پروفیسر غلام عباس قریشی (مرحوم)' پروفیسر سید آفتاب احمد صاحب اور یہ فقیر رفقائے کار تھے۔ اس دور کی سنہری یادیں پردۂ ذہن پر مرتسم ہیں۔ ڈاکٹر صاحب ابھی ڈاکٹر نہیں ہوئے تھے مگر مصروفیات کا یہ عالم تھا کہ بارہا راتوں کو بھی سونا نصیب نہیں ہوتا تھا۔

کہیں مذاکرے میں مقالہ پڑھ رہے ہیں تو کہیں مشاعرے میں داد سخن دے رہے ہیں۔ کہیں ادبی مجلس کی رونق بنے ہوئے ہیں تو کہیں محفل میلاد میں نعت سنا رہے ہیں۔ پندرھویں صدی ہجری کے استقبال کے سلسلے میں تقاریب منعقد ہونے لگیں تو ڈاکٹر صاحب ان کی روح رواں ہیں اور پھر کالج میگزین کا اسی حوالے سے نمبر نکالنے کا فیصلہ ہوا تو ڈاکٹر صاحب اور حسرت صاحب کو یہ بوجھ اٹھانا پڑا اور کماحقہ اس میں کامیاب بھی ہوئے۔

سیالکوٹ سے ڈاکٹر صاحب کا تبادلہ ظفر علی خاں ڈگری کالج وزیر آباد میں ہوا تو یہاں بھی ان کا جنون فارغ نہ بیٹھا۔ یہاں "چناب" کا ظفر علی خاں نمبر نکلا اور حقیقت یہ ہے کہ اس موضوع پر یہ اپنی مثال آپ تھا۔ پھر کچھ عرصے کے بعد اپنے گھر یعنی گورنمنٹ کالج شاہدرہ میں آ گئے۔ یہاں آ کر "پنجابی نعت" کے عنوان سے نہایت ہی جامع انداز میں ایک وقیع مقالہ لکھا اور ڈاکٹر بن گئے۔ (کیسا اوج مقدر ہے کہ ڈاکٹری بھی حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر خیر کے حوالے سے کی) مگر اس ڈاکٹری کے بعد کا کارنامہ جو ان کی حیات جاوداں کا کفیل ہے' وہ ہے اس کالج کے میگزین اوج کے نعت نمبر کی تدوین ـــــ یہ نمبر تقریباً ۱۴۰۰ صفحات پر مشتمل دو ضخیم جلدوں میں شائع ہوا ہے۔ نعت کے حوالے سے بلاشبہ کالج تو کالج' اس سے باہر کی مذہبی و ادبی دنیا میں دور حاضر کا یہ بے مثال علمی کارنامہ ہے اور سچی بات یہ ہے کہ "نعت" کے ساتھ اپنے قدیم و مضبوط تعلق کے باوجود مجھے کھلے دل سے اعتراف ہے کہ شاہ صاحب کا ترتیب دیا ہوا یہ نمبر میرے وہم و تصور سے بہت بالا تر ہے۔ یعنی اگر میرے پاس وسائل بھی ہوں اور مجھے ان کے استعمال کی کھلی چھٹی بھی ہو' میں اس قسم کا نمبر نکالنا تو ایک طرف' سوچ بھی نہیں سکتا۔ شاہ صاحب قبلہ صرف سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعتیں یعنی مختلف ملکوں اور زبانوں میں لکھی ہوئی نعتیں جمع کرنے تک محدود نہیں رہے (اور یہ بھی ظاہر ہے بہت بڑا کارنامہ ہے) بلکہ نعت کہنے والوں اور نعت لکھنے والوں کا خاطر خواہ تعارف کرا دیا ہے۔ گویا جیسے اسماء الرجال کی کتابوں نے حدیث کے لاکھوں راویوں کو تحریر میں محفوظ کر لیا ہے۔ یونہی ہمارے آفتاب نے بھی نعت کے ساتھ تعلق رکھنے والی بیسیوں شخصیات کے فکر و عمل کو منظر عام پر لا کر رکھ دیا ہے۔ جب یہ نمبر مجھ تک پہنچا تو خیال تھا کہ حاضر خدمت ہو کر شاہ صاحب کے دست مبارک اور قلم مبارک کو بوسہ دے آؤں مگر افسوس یہاں بھی شاہ صاحب کی مصروفیات آڑے آئیں اور میں دونوں بار زیارت سے محروم رہا۔

زیر نظر کتابچہ شاہ صاحب کا برسوں پہلے کے لکھے ہوئے ایک مقالے پر مشتمل ہے۔ جہاں تک میرا حافظہ کام کرتا ہے، یہ سب سے پہلے ماہنامہ "شام و سحر" لاہور کے نعت نمبر میں شائع ہوا تھا۔ میں نے اسے پڑھا اور بہت پسند آیا۔

فاضل نوجوان حضرت مولانا غلام مصطفیٰ مجددی سلمہ ربہ مصنف شان حبیب الباری جو قلت عمر کے باوجود وسعت علم سے متصف ہیں، نظم و نثر میں ایک بلند مقام پر فائز ہیں، ایک اہم اشاعتی ادارے "ادارہ تعلیمات مجددیہ" ریلوے روڈ شکر گڑھ کے جنرل سیکرٹری ہونے کی حیثیت سے اچھی تحریروں کی تلاش و اشاعت میں لگے رہتے ہیں۔ ان کے ہاتھ کہیں سے ڈاکٹر صاحب کا یہ مقالہ لگا تو میری رائے بھی دریافت کی۔ میں سادات کا بندۂ بے دام ہوں (کہ میرے مرشد عالی شیخ المشائخ قدوۃ السالکین اعلیٰ حضرت حضور پیر سید علی حسین شاہ صاحب نقش لاثانی قدس سرہ کی نظر و توجہ اور تربیت کا فیض ہے) اور آفتاب کا عقیدت مند بھی، لہٰذا پرزور حمایت کی۔ اب ان کا یہ اصرار تھا کہ "تقدیم" بھی تو ہی لکھ --- میں اگرچہ اس قابل نہیں ہوں مگر تعمیل ارشاد بھی ضروری اور پھر یہ غلامی سادات کا تقاضا بھی۔ لہٰذا تقدیم کی بجائے گلہائے عقیدت کے نام سے کچھ افکار پریشان پیش کر دیے ہیں تاکہ سند رہیں اور وقت پر کام آئیں۔

آخر میں میری دعا ہے قبلہ ڈاکٹر صاحب کو مزید اوج و عروج حاصل ہو اور اپنے آباؤ اجداد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے فیض کے چشمے کھولتے جائیں۔ نیز میرے غلام مصطفیٰ مجددی صاحب اور ان کے رفقاء کو بھی خداوند کریم اپنے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے صدقے ہمہ جہت برکتوں سے نوازے۔ (آمین)

سگ بارگاہ حضور نقش لاثانی

آسی

نعتِ مصطفیٰ

قرآن کریم کی روشنی میں

قرآن حکیم میں نعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم بظاہر ایک ایسا موضوع ہے جسے قرآن مجید کے مطالعہ کے ساتھ باسانی بیان کیا جا سکتا ہے لیکن خداوند قدوس کی اس آخری آسمانی کتاب کا جب اس نہج پر مطالعہ کرتے ہیں تو یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ یہ مضمون اتنا آسان بھی نہیں جتنا لوگ عام طور پر خیال کرتے ہیں یہ تو وہ موضوع ہے جسے احاطہ تحریر میں لانے کے لئے فقہائے عظام علمائے دین اور صوفیائے کرام نے اپنی پوری زندگیاں اور اپنی تمام صلاحیتیں صرف کر دیں لیکن شانِ حبیبُ الرحمان من آیات القرآن جسے دوسرے لفظوں میں، یعنی ادب کے حوالے سے نعتِ رسول مقبول فی آیات القرآن کہا جا سکتا ہے اس کی مکمل ادائیگی کا دعویٰ نہ کر سکے۔ ایسا کیوں نہ ہو قرآن حکیم وہ آخری آسمانی کتاب ہے جس کی تفہیم و تفسیر کے لئے انسانی عمریں ناکافی اور انسانی ذہن و شعور نامکمل ہیں اور پھر قرآن مجید میں اوصاف رسول اللہ کا مکمل طور پر ادراک حاصل کرنا اور بھی مشکل اور صبر آزما مرحلہ ہے کیونکہ اس کام سے تو وہی شخص پورا انصاف کر سکتا ہے جو قرآن کے اسلوب بیان اور فکر سے مکمل طور پر آشنائی رکھتا ہو اور رسالتمآب کی عظمت و رفعت کے مختلف گوشوں کو عقلی شعور کے ساتھ ساتھ، وجدان کی عینک سے بھی بخوبی دیکھ سکے ایسے میں مجھ جیسے کم علم اور کم فہم کا اس موضوع پر قلم اٹھانا چہ معنی دارد۔ قرآن حکیم جو انسانیت کے لئے ربّ ذوالجلال کا آخری پیغام اور منشورِ حیات ہے۔ نظم میں ہے یا نثر میں، میں اس بحث کو نہیں چھیڑوں گا۔ اگر بعضے ماہرین عروض نے بہت آیات کو تقطیع کے ذریعے ثابت کیا ہے کہ یہ فلاں بحر میں ہیں لیکن میری رائے یہ ہے کہ قرآن حکیم ہمارے ان خود ساختہ عروضی اور شعری پیمانوں سے بہت بلند تر آسمانی صحیفہ ہے جس کا مقصد و مدعا ایک ایسے نظام ربوبیت کے احیاء و ترویج کے لئے کام کرنا

ہے جس میں انسانی انفرادی اور اجتماعی سطح پر اپنے فکر و عمل میں ایک ایسے انقلاب کو جنم دے سکے جو اس کی دنیا کو رنگ و نور سے آشنا کر دے اور آخرت میں کامیابی و کامرانی کا وسیلہ ٹھہرے۔ قرآن مجید کے حوالے سے میری ان معروضات کا مقصد اس بات کی بھی وضاحت کرنا ہے نعت جو ایک طویل عرصے سے حضور سرورِ کائنات کے ذکرِ خیر، حسن سیرت، تعلیمات اور شمائل و خصائل کے سلسلے میں وقف ہو کر اپنا ایک جہانِ معنی پیدا کر چکی ہے اور مسلمان شعراء تک ہی محدود نہیں رہی بلکہ غیر مسلم شعراء کو بھی اپنے دامنِ محبت و رافت میں کھینچ کر لے آئی ہے وزن و بحور کے پیمانوں کے مطابق نثر کی بجائے نظم میں اظہار پاتی ہے یہ شائبہ نہ ہو کہ قرآنِ حکیم میں بھی اسی انداز اور ہیئت کے مطابق رقم ہوئی ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ قرآن مجید میں اسی انداز سے لکھی گئی ہے جو خالق کائنات کو اپنے محبوب کے لئے سب سے زیادہ پسند تھا۔ اگر خالقِ کائنات کی نعت رسول ہمارے ادبی اور تنقیدی پیمانوں اور زاویوں کے مطابق تحریر ہوتی تو پھر یہ بات یقیناً شانِ خداوندی کے منافی ہوتی قرآنِ حکیم نے تو نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کہہ کر ہمیں نعت کہنے کا سلیقہ اور قرینہ بتایا ہے اور اسی لئے ہمارے شعراء نے قرآن حکیم سے اقتباسات نعت کے دعوے کئے ہیں مثلاً ایک بہت بڑے عالم اور نعت گو شاہ احمد رضا خان کہتے ہیں

قرآن سے میں نے نعت گوئی سیکھی   یعنی رہے آدابِ شریعت ملحوظ

جہاں تک قرآن کے اسلوبِ نعت کا تعلق ہے تو یہ بات بلا خوف و تردید کہی جا سکتی ہے کہ قرآنِ حکیم کے اس اسلوب کی نقل میں ایک بھی مصرعہ تحریر نہیں کیا جا سکتا اور اس کے مماثل ایک بھی جملہ رقم نہیں کیا جا سکتا۔ قرآن حکیم کا یہ وہ دعویٰ ہے جو اس کی ہر آیت سے متعلق ہے اور یہ دعویٰ آج بھی اسی طرح سچ اور برحق ہے جیسے عہدِ رسالتمآب میں تھا ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وَاِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ص وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ○

البقرہ آیت ۲۳

ترجمہ: اگر تم کو اس کتاب میں شک ہے جو ہم نے اپنے بندۂ خاص پر اتاری تو اس جیسی ایک سورت بنا لاؤ اور اللہ کے سوا اپنے مددگاروں کو بھی بلا لو اگر تم سچے ہو چنانچہ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ قرآن کے اس دعوے کو عرب کے علماء جنہیں اپنی زبان دانی پر بے پناہ ناز تھا جھٹلا نہ سکے بلکہ چودہ سو سال بیت گئے آج تک دنیا کے کسی کے گوشے سے قرآن کے اس دعوے کے خلاف کوئی آواز نہ اٹھ سکی حقیقتاً اگر سوچا جائے تو قرآن کا یہ دعویٰ صاحب قرآن ہی کی ایک ارفع و اعلیٰ نعت ہے مقصد یہ کہ قرآن حکیم کے الہامی اسلوب نعت کی نقل تو انسان کے بس کی بات نہیں لیکن خدائے بزرگ و برتر کی طرف سے اپنے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے تعارف اور ان کے مقام و مرتبہ کے تعین کے سلسلے میں جو کچھ اس الہامی کتاب میں ارشاد فرمایا گیا ہے انسان اسی فکر و دانش اور وجدان کے وسیلے سے اس سے اکتساب تو بہر حال کر سکتا ہے چنانچہ تاریخ شاہد ہے کہ خالقِ کائنات نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف و مرتبہ بیان کرتے ہوئے سورۂ احزاب میں ارشاد فرمایا۔

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ (الاحزاب - ۵۶)

ترجمہ: تحقیق اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو تم بھی اُن پر درود بھیجو اور خوب سلام بھیجو۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے نعت حبیب کہنے کا حق ادا کر دیا بلکہ اپنے ساتھ کبریائی اور حمد بیان کرنے والے فرشتوں کو شریک کر کے ایمان والوں کو بھی نعت رسول کہنے کا حکم دیا جس سے نہ صرف حضور علیہ السلام کے مقام و مرتبہ اور معراج عظمت کا ثبوت ملتا ہے بلکہ مختلف ادوار میں تقسیم کا مسئلہ بھی آسانی کے ساتھ حل ہو جاتا ہے چنانچہ اس آیت کے حصہ اول پر غور کرنے سے یہ بات بلا شک و شبہ کہی جا سکتی ہے کہ نعت رسول مقبول اس وقت بھی کہی جا رہی تھی جب کائنات اور کائنات سے متعلقہ کوئی چیز بھی تخلیق نہ ہوئی تھی کیونکہ ذاتِ خداوندی اس وقت بھی موجود تھی اور اسی طرح

نعت رسولؐ اس وقت بھی مسلسل کہی جا رہی ہو گی جب کوئی بھی ذی نفس موجود نہ ہو گا۔ اور قیامت کا اعلان ہو چکا ہو گا کیونکہ ذاتِ خداوندی تو اس وقت بھی موجود ہو گی۔ گویا نعت ایک ایسی سنّت ربّ العالمین ہے جو ازل سے ہے اور ابد تک رہے گی۔ قرآن حکیم میں نعت کی اس بے پناہ وسعتِ اظہار اور اسلوب تحریر کے سلسلے میں کچھ عرض کرنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے قرآن کا پیرایہ نعت بلاشبہ الہامی ہے اس لئے یہ چیز میرے مضمون کے دائرہ کار میں شامل نہیں ہے میرا مقصد تو یہاں محض ان مضامین نعت کا ذکر کرنا ہے جو قرآن حکیم میں مختلف مواقع پر اور مختلف آیات میں بیان ہوئے ہیں یا نبی کریمؐ کے اوصاف و محاسن کی پیش کش ہے جو خالقِ کائنات نے اپنے آخری آسمانی صحیفے میں بیان کئے ہیں تو آیئے دیکھیں خالقِ کائنات نے اپنے محبوب پاک کے اوصاف و محاسن کے سلسلے میں کیا کچھ کہا ہے۔

رحمتہ للعالمین

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و توصیف کے ضمن میں اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو جن خاص القابات سے یاد فرمایا ان میں سے ایک کا بیان کرتے ہوئے سورۂ انبیاء میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (انبیاء۔ ۱۰۷)

ترجمہ: اے حبیبؐ ہم نے تم کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت کے ضمن میں اس آیت کریمہ کی تفسیر و تشریح پر مفسرین نے اس کے طریقۂ بیان اور طرز ادا کے حوالے سے چار طرح سے بحث کی ہے۔ یہ کہ کون رحمت ہے۔ کس پر رحمت ہے۔ کب سے رحمت ہے۔ اور کب تک رحمت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے خود ان اٹھائے ہوئے سوالوں کا جواب دیتے ہوئے فرمایا ہے۔ کہ سابقہ انبیاء بھی رحمت تھے لیکن وہ اپنے دور اور اپنی قوم تک ہی محدود رحمت کے مالک تھے جب کہ حضور سیّد المرسلین ہمیشہ سے رحمت ہیں اور ہمیشہ رہنے والی رحمت ہیں اور ہر

دور کے لئے اور ہر عالم کے لئے رحمت ہیں ایسا کیوں نہ ہوتا۔ اللہ تعالےٰ نے اپنی خاص صفت رب اللعالمین بیان کی ہے گویا اللہ تعالےٰ کی ذات جیسا کہ ہمیشہ سے رب العالمین ہے اسی طرح نبی کریمؐ ہمیشہ سے رحمتہ للعالمین ہیں اور جس طرح کہ رب العالمین کی شانِ ربوبیت سے تمام عالم، یعنی عالم امکاں، عالم امر، عالمِ انوار، عالم اجسام، عالم ملائکہ اور عالم جن و بشر وغیرہ فیض حاصل کر رہے ہیں اسی طرح حضور علیہ السلام کی شانِ رحمتہ اللعالمینی سے تمام عالمین فیض پا رہے ہیں اور ہمیشہ پاتے رہیں گے چنانچہ تمام مفسرین کرام نے حضرت آدم علیہ السلام کی قبولیت دعا سے لے کر تمام انبیائے کرام کی مشکلات اور مصائب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اعانت و مدد کی طرف اشارہ کیا ہے غالباً علامہ اقبال کے ذہن میں یہی آیتِ کریمہ تھی۔ انہوں نے کہا تھا۔

چمن دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو — ہو نہ یہ پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو
بزم توحید بھی دنیا میں نہ ہو تم بھی نہ ہو — یہ نہ ساقی ہو تو پھر مے بھی نہ ہو خم بھی نہ ہو
نبض ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے — خیمہ افلاک کا ایستادہ اسی نام سے ہے

مقامِ محبوبیت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والاصفات خالق کائنات کو کس قدر عزیز اور محبوب ہے اس کے اظہار کے سلسلے میں قرآن حکیم کے اس منفرد طرزِ تخاطب کو دیکھنے کی ضرورت ہے جو حضور سید عالم اور دوسرے انبیاء کرام کے سلسلے میں اختیار کیا گیا ہے چنانچہ حضرت آدمؑ حضرت ابراہیمؑ حضرت موسیٰؑ اور دوسرے انبیاء کرام علیہ السلام کو قرآن مجید میں جہاں بھی خطاب کیا گیا وہاں انہیں ان کے نام مبارک ہی سے پکارا گیا لیکن حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کو جہاں بھی اللہ تعالےٰ نے خطاب کیا وہاں آپ کے کسی صفاتی نام سے پکارا۔ تاکہ انہیں جس شان محبوبیت سے سرفراز کیا گیا ہے اس کا امتیاز و اعزاز واضح ہو سکے قرآن حکیم میں یہ اندازِ تخاطب بھی در اصل آپ کی نعت ہی سے متعلق ہے چند آیات سنیئے۔

اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا ط

ترجمہ: تحقیق ہم نے تجھے سچا دین دے کر بھیجا خوشخبری دینے اور ڈرانے والا۔ (فاطر۔۲۴)

یٰٓاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۝۱ لا قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا ۝۲ لا (مزمل ۱-۲)

ترجمہ: اے کپڑوں میں لپٹنے والے رات کو (نماز) میں کھڑے رہا کرو مگر تھوڑی سی رات

قرآن حکیم کے آہنگ نعت کے سلسلے میں یہ عرض کرنا بھی ضروری ہے کہ جہاں کہیں بھی آپ کے اسم گرامی سے خطاب کیا گیا ہے وہاں اللہ تعالےٰ نے آپ کی شانِ رسالت یا کسی دیگر وصف کا ضرور ذکر کیا ہے تاکہ آپ کے مقام محبوبیّت کی انفرادیت واضح ہو سکے اس سلسلے میں یہ آیت دیکھیے۔

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ج قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ط

محمدؐ اللہ کے رسول ہیں ان سے پہلے اور رسول ہو چکے۔ (آل عمران۔ ۱۴۴)

یٰٓاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ ط

ترجمہ: اے رسول پہنچا دیجئے جو آپ پر اترا اپنے رب کی طرف سے۔ (المائدہ۔ ۶۷)

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ

ترجمہ: اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے اور اس پر بھی ایمان لائے جو محمدؐ پر اتارا گیا۔ (محمد۔ ۲)

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط وَالَّذِیْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَی الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ۔ (الفتح۔ ۲۹)

محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور اُن کے ساتھی (صحابہؓ) کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل۔ قرآن مجید کا حضورؐ کو اس طرح خطاب کرنا اور آپ کے اسم پاک کے ساتھ

شانِ رسالت اور مقامِ نبوّت کی وضاحت کرنا اس امر کی روشن دلیل ہے کہ آپؐ کی قدر و منزلت بارگاہ خداوندی میں کس طرح ارفع و اعلیٰ ہے اور یہ حقیقت قرانِ حکیم کے مخصوص اندازِ لغت کی بھی بھرپور ترجمانی کرتی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقامِ محبوبیّت کی بھی وضاحت کرتی ہے۔

رؤف و رحیم

سورۃ توبہ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ۔ (التوبہ۔ ۱۲۸)

بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن کو تمہاری مشکلات پر تکلیف محسوس ہوتی ہے اور تمہاری بھلائی کے بہت چاہنے والے ہیں اور مسلمانوں پر بہت کرم والے مہربان ہیں۔

یہ آیت کریمہ حضور سراپائے نور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت کا خزانہ ہے اس میں خداوند قدوس نے آپ کے نمایاں ترین اوصاف بیان کئے ہیں یعنی ایک ایسے رسول جو تم میں سے ہیں اور تمہاری تکلیف اور تمہارے مصائب جن کو پریشان کر دیتے ہیں اور وہ تمہاری بھلائی کے چاہنے والے اور مومنین کے لئے رؤف رحیم ہیں اس آیت میں بالمومنین رؤف رحیم کہہ کر اللہ تعالےٰ نے اپنی دو خاص صفات کو نبی رحمت کے لئے مخصوص کر دیا ہے جس سے آپ کی شانِ رسالت، عظمت و رفعت اور رافت و رحمت کا بخوبی اظہار ہوتا ہے۔

پیغمبر حق

قُلْ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ قَدْ جَآءَکُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّکُمْ (یونس۔ ۱۰۸)

اے حبیبؐ کہہ دیجئے کہ اے لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے حق آ گیا یہ آیت کریمہ بھی نعتِ رسول کریم ہے یہاں لفظ حق سے مُراد یا تو قرآن حکیم ہے یعنی اسلام یا پھر حضور پاک کی ذاتِ پاک مولانا مفتی احمد یار اس آیت کریمہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کے اسمائے مبارک میں ایک نام حق بھی ہے دوسرے یہ کہ سب تو حق پر ہوتے ہیں اور حضور خود سراپا حق ہیں جس نے اُن کو دیکھا حق کو دیکھا اور تو مومن ہیں مگر حضور پاک ایمان ہیں اور تو عارف ہیں مگر حضور عرفان ہیں اور تو عالم ہیں مگر حضور سراپا علم ہیں اور آپ ہی کے حالات جاننا علم ہے۔

ریاضت نام ہے ان کی گلی میں آنے جانے کا
تصوّر ان ہی کا رکھنا عبادت اس کو کہتے ہیں

نورِ محمّدی

نور اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں سے ایک نام ہے قرآن حکیم میں ربّ کریم نے زندگی کی تاریکیوں کو روشن کرنے والی ذاتِ گرامی کو نور سے تعبیر فرمایا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ ذاتِ گرامی حضور سرورِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے علاوہ اور کون ہو سکتی ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ۔ (مائدہ - ۱۵)

بے شک اللہ کی طرف سے تمہارے پاس نور آیا اور روشن کتاب۔

یہاں حضور سیدِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو لفظ نور سے تعبیر فرمایا گیا ہے کیونکہ آپ سے کفر کی تاریکی دور ہوئی اور راہِ حق کی نشان دہی ہوئی۔ قرآن حکیم میں بعض دوسری آیات میں آپ کے نور ہونے کا ذکر کیا گیا ہے۔ سورۃ نساء میں ارشاد ہوا۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا۔ (النساء - ۱۷۴)

اے لوگو! بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے واضح دلیل ہوئی اور ہم نے تمہاری طرف روشن نور اتارا۔

اس آیت کریمہ میں لفظ برہان اور نُوْرٌ مُّبِیْنًا دونوں ہی نعت رسول مقبول صلّی اللہ علیہ وسلم کا ذکر بیان کر رہے ہیں سورۂ نور کی ایک آیت میں نورِ محمدیؐ کا اس طرح ذکر کیا گیا ہے۔

اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْھَا مِصْبَاحٌ ط

(النور۔ ۳۵)

اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمینوں کی روشنی ہے ایسی روشنی کی مثال جیسے ایک طاق میں چراغ ہو۔ اس آیت کریمہ میں مثل نورہٖ سے اکثر مفسّرین نے نورِ محمدیؐ ہی مراد لیا ہے۔ کتب حدیث میں آپؐ کے نور ہونے کے متعلق خاصی تفصیل ملتی ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ کائنات میں نور محمدی کا ظہور کب سے ہوا ہے۔

اعلحضرت احمد رضا خان نے لفظ نور کو بڑے ہی خوبصورت معنی پہنائے ہیں۔

سِرَاجًا مُّنِیْرًا

حضور سرورِ کونین صلّی اللہ علیہ وسلّم کو جہاں قرآن مجید میں نور سے تشبیہ دی گئی ہے ہاں آپ کو سراجاً منیرا یعنی چمکتا ہوا چراغ یا مہر درخشاں بھی کہا گیا ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

یٰۤاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا وَّ دَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا ○ (الاحزاب۔ ۴۵-۴۶)

اے نبی! ہم نے تجھے بھیجا خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والا اور چمکتا ہوا چراغ۔

اس آیتِ مقدسہ میں تو آپ کے وہ اوصاف و محاسن بیان ہوئے ہیں جن کا ذکر قرآن حکیم میں دوسرے مقامات پر بھی ہوا ہے لیکن سب سے آخر میں آپ کو جس لقب خاص سے

نوازا گیا اس کی مثال مشکل سے ملے گی "سراجاً منیرا" روشن چمکتا ہوا چراغ مہر درخشاں اسی ایک لفظ کے مختلف رُوپ ہیں قرآن حکیم میں سراج کا لفظ سورج کے لئے بھی استعمال ہوا ہے اگر یہاں مراد سورج ہے تو آپ بھی آسمانِ ہدایت کے سورج ہیں کیونکہ سورج سے سب روشنی حاصل کرتے ہیں اور وہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی سے روشنی حاصل کرنے کے لئے محتاج نہیں اسی طرح حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی سے سب روشنی حاصل کرتے ہیں مگر آپ اس سلسلے میں کسی فرد سے مستفید نہیں ہوئے اگر یہاں چراغ کے معنی لئے جائیں تو بھی بات درست ہے کیونکہ چراغ سے روشنی آتی ہے اور تاریکی دور ہوتی ہے خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے انسانیت نے ہدایت کی روشنی حاصل کی جہالت اور کفر کی تاریکی جاتی رہی گویا یہ آیات بھی حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی ارفع ترین نعت ہے۔

اعزاز اتمام دین

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم جہاں نور اور روشنی ہیں وہ ایک مکمل ضابطہ حیات لانے والے پیغمبر بھی ہیں جس میں تمام انسانیت کے لئے اور ہر دور کے لئے راہ نجات ہے یہ دین وہی دین ہے جس کی تبلیغ و اشاعت کا فریضہ ایک طویل مدت سے انبیاء علیہ السلام ادا کرتے چلے آئے تھے چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ (التوبہ۔ ۳۳)

اور وہ اللہ ایسا ہے کہ اس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دیکر بھیجا تاکہ اس کو سابقہ دینوں پر غالب کردے گو مشرک کیسے ہی ناخوش ہوں۔

قرآن مجید میں جہاں دین ہدایت یعنی اسلام جیسی نعمت عظمیٰ کی عطا کا ذکر کیا گیا ہے وہاں آپ پر اس دین کے مکمل ہونے اور تمام انسانیت کے لئے اس کے رحمت ہونے

ہونے کا ذکر کیا گیا ہے۔ سورۂ مائدہ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ط (المائدہ۔۳)

اے حبیبؐ آج میں نے آپ کا دین آپ کے لئے مکمل کر دیا ہے اور آپ پر اپنی نعمت پوری کر دی اور آپ کے لئے دینِ اسلام کو پسند کیا۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اتمامِ دین کی یہ نعمت ایک بہت بڑی نعمت ہے۔

خاتم النبیین

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم جہاں دین کی تکمیل کے لئے بے پایاں اعزاز سے نوازے گئے وہاں سلسلۂ نبوت کے اختتام کو پہنچنے کی نوید بھی ہیں چنانچہ سورۂ احزاب میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ط (الاحزاب۔۴۰)

لوگو! محمدؐ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں مگر وہ اللہ کے رسول اور خاتم الانبیا ہیں۔

حضور نبی کریمؐ کا اعزاز اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک بہت بڑی نعمت ہے لفظ خاتم ختم سے مشتق ہے ختم کے معنی مُہر کے بھی ہیں اور آخری کے بھی مُہر کو بھی خاتم اس لئے کہتے ہیں کہ وہ نفسِ مضمون کے اختتام پر لگائی جاتی ہے گویا حضور سرورِ عالم باغ نبوت کے آخری پھول ہیں جن کی نبوت تا ابد قائم و دائم رہے گی۔

خاتم النبیین کے معنی خود سرور کائنات نے اپنی ایک حدیث میں یوں بیان کئے ہیں

اَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ

میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں (بخاری و مسلم)

رہبرِ ہر زماں

یُوں تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلّم سے قبل دُنیا میں نبوّت کا ایک طویل سلسلہ جاری رہا اور بڑے بڑے برگزیدہ پیغمبر تشریف لائے لیکن آپ کی بات سب سے نرالی اور جُدا گانہ ہے آپ نہ صرف صاحب کتاب تھے بلکہ ایسی کتاب کے ساتھ آئے جو ساری انسانیت کے لئے ربّ کائنات کا آخری صحیفہ تھی اور اسی پر اکتفا نہیں ہوا بلکہ خاتم النّبیّین کا خطاب بھی لے کر آئے چنانچہ ان حقائق سے یہ حقیقت واضح اور ظاہر ہے کہ آپ سے پہلے آنے والے تمام رسول اپنے اپنے زمانے اور اپنی اپنی قوم اور اپنے اپنے علاقے کے لئے تھے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی ذاتِ گرامی ہمیشہ کے لئے جب تک قیامت کا نزول نہیں ہوتا ہر قوم اور ہر ملک کے لئے اور ہر عہد کے لوگوں کے لئے پیغمبرِ عالم بن کر تشریف لائے آپ کا یہ عالی قدر اعزاز ہے جس پر کائنات کی تمام جلوہ آفرینیاں قربان کرنے کو جی چاہتا ہے آپ کی اس صفت خاص کا قرآن مجید میں بار بار ذکر ہوا ہے چنانچہ ارشادِ باری تعالےٰ ہے۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۔ (سبا - ۲۸)

ترجمہ: اے رسُول ہم نے تجھے سارے لوگوں کے لئے خوشخبری دینے والا اور ڈرسنانے والا بھیجا لیکن بہت سے لوگ نہیں جانتے۔

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا ۔ (الاعراف ۱۵۸)

ترجمہ: اے رسُول! کہہ دیجئے کہ اے لوگو میں تم سب کی طرف سے اللہ کا رسول ہوں

وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ط وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۔ (النسا ۔ ۷۹)

ترجمہ : اے حبیب ہم نے آپ کو تمام انسانوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا اور اللہ تعالیٰ اس پر گواہ ہے۔

مُعلّم کتاب و حکمت

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جہاں سلسلہ نبوت کے خاتم ہیں تمام کائنات کے لئے رحمت اور ہر خطے اور ہر عہد کے انسانوں کے لئے پیغمبر بھی ہیں انسانوں کے لئے الہامی کتاب یعنی قرآن مجید کے شارح اور علم و حکمت کے معلّم بھی ہیں اور ایسے معلّم ہیں کہ جن کی بے مثال تعلیم و تربیت نے ایک عالم انسانیت کا رُخ بدل کر رکھ دیا اور آئندہ زمانوں کے لئے حکمت اور قرآن فہمی کے وہ اصول اور ضابطے دیئے ہیں کہ جن پر عمل پیرا ہو کر انسانیت ہمیشہ کے لئے علم و حکمت کی تعلیم سے آراستہ ہوتی رہے گی۔ یہ حقائق و معارف ہمیں محض تاریخ کی ورق گردانی ہی سے حاصل نہیں ہوتے۔ بلکہ اس کا واضح ثبوت دے کر قرآن مجید میں خداوند قدوس نے جگہ جگہ نعت سیّد المرسلین لکھ کر سنا دی اور بتا دیا کہ رسول مقبول کس طرح کتاب و حکمت کی تعلیم عام کر کے لوگوں کی اصلاح و ہدایت کا فریضہ انجام دے رہے ہیں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ۔

(البقرۃ ۔ ۱۵۱)

ترجمہ : اور ہم نے تم میں سے ہی رسول بنا کر بھیجا جو تمہارے آگے ہماری آیتیں پڑھتا ہے اور تمہیں پاک کرتا ہے اور تمہیں کتاب الٰہی کے اسرار و رموز بتاتا ہے اور تمہیں وہ باتیں سکھاتا ہے جو تم نہیں جانتے۔

ایک دوسری آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام پر اپنے اس احسان کا ذکر

کرتے ہوئے فرمایا۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۔ (اٰلِ عمران ۔ ۱۶۴)

ترجمہ: اللہ نے ایمان والوں پر احسان کیا جو انہیں میں سے ان میں رسول بھیجا وہ ان پر اللہ کی آیات پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں حکمت و دانائی کی باتیں سکھاتا ہے اور وہ اس سے پہلے صریح گمراہی میں تھے۔

اطاعتِ رسول

اُمتِ محمدیہ کے لئے حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر قول اور ہر فعل حکم کا درجہ رکھتا ہے کیونکہ آپ قرآن حکیم کی زبان میں

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ③ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ④ (النجم ۳-۴)

ترجمہ: رسول اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا وہی کہتا ہے جو اس پر وحی کی جاتی ہے حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نہایت ہی بلند درجے پر فائز ہیں اس لئے اللہ تعالٰے نے قرآن مجید میں جہاں بھی اپنی اطاعت کا حکم دیا ہے وہاں حضور علیہ السلام کی اطاعت کا حکم دیا ہے تاکہ عام لوگوں پر یہ حقیقت واضح ہو جائے۔ کہ اللہ تعالٰے کی اطاعت، رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کوئی علیحدہ چیز نہیں ہے بلکہ اس کی اطاعت اسی وقت تکمیل کے اعلیٰ مدارج پر پہنچ سکتی ہے جب اطاعت رسول کے مراحل سے گذر چکی ہوتی ہے قرآن مجید میں یہ ارشاداتِ عالیہ قرآنی نعت کا خزانہ اور ارفع نعت کا نمونہ ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ

اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ اور اس کے رسول کی اور حکم ما تو جو تم میں سے اہلِ حکومت ہیں۔ (النساء - ۵۹)

مَن یُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ ج (النسا - ۸۰)

ترجمہ: جس نے رسول کی اطاعت کی بے شک اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْآ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْآ اَعْمَالَکُمْ۔ (محمّد - ۳۳)

اے ایمان والو! اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کرو۔ اور اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کر کے اپنے اعمال کو برباد مت کرو۔

بیعتِ رسول بیعتِ خدا ہے

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ ط یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ ج (الفتح - ۱۰)

ترجمہ: جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وُہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ اُن کے ہاتھ پر ہے یہ آیۂ کریمہ حضور علیہ السلام کی ایک انتہائی اعلیٰ وارفع نعت ہے یہاں بیعتِ رضوان کی طرف اشارہ ہے جو حدیبیہ کے مقام پر صحابہ کرام نے آپ کے دستِ اقدس پر کی تھی گویا اس آیت کریمہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ رسول اللہ کا ارشاد ربِ تعالےٰ کا ارشاد ہے آپ کا فرمان ربّ کا فرمان ہے اور آپ کا ہر عمل ربّ العالمین کے حکم کے عین مطابق ہے اسی کیفیت کو مولانا روم نے یوں واضح کیا۔

گفتہ او، گفتۂ اللہ بود   گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

غزوۂ بدر میں جب مسلمان انتہائی بے سروسامانی کے عالم میں تھے تو میدان بدر میں سرور کونین نے سجدہ ریز ہو کر اللہ سے فتح و مدد کی دُعا کی اور اس قدر گریہ زاری فرمائی کہ اس مقام کی کنکریاں آپ کے آنسوؤں سے تر ہو گئیں پھر سجدے سے سر اٹھایا اور ایک مٹھی خاک لے کر کفار کے لشکر کی طرف پھینکی، جو تمام کفار کی آنکھوں تک

إِنَّآ أَنزَلْنَآ إِلَيْكَ ٱلْكِتَٰبَ بِٱلْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ ٱلنَّاسِ بِمَآ أَرَىٰكَ ٱللَّهُ

ترجمہ: بے شک ہم نے اپنے رسول کی طرف سچی کتاب اتاری تاکہ وہ لوگوں کے درمیان انصاف کرے جو اللہ نے بتا دیا ہے۔ (النساء - ۱۰۵)

آپ کے مقام عدل کے سلسلے میں سورۃ نور کی ایک آیۂ کریمہ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ آپ کا فیصلہ اہلِ اسلام کیلئے فوری تعمیل چاہتا ہے چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ ٱلْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوٓا۟ إِلَى ٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَن يَقُولُوا۟ سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ۚ وَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْمُفْلِحُونَ (النور - ۵۱)

ترجمہ: مسلمانوں کا قول تو یہ ہے کہ جب اُن کو کسی مقدمہ میں اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ رسول ان کے درمیان فیصلہ کر دیں تو وہ خوشی خوشی کہہ دیتے ہیں کہ ہم نے سن لیا اور اس کو مان لیا اور یہی لوگ مراد کو پہنچنے والے ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ رب العالمین نے آپ کے مقام عدل کی وضاحت کرتے ہوئے یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کے فیصلے کے بعد کسی مومن کو اس پر عمل کرنے یا نہ کرنے میں کسی ذاتی مرضی کی گنجائش ہرگز نہیں رہتی چنانچہ سورہ الاحزاب میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى ٱللَّهُ وَرَسُولُهُۥٓ أَمْرًا أَن يَكُونَ لَهُمُ ٱلْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ ۗ وَمَن يَعْصِ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَٰلًا مُّبِينًا - (الاحزاب - ۳۶)

ترجمہ: کسی مسلمان مرد اور مسلمان عورت کے لئے گنجائش نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول حکم دیں تو پھر ان مومنین کے لئے کام میں کوئی اختیار باقی نہیں رہتا یعنی جو حکم دیا گیا ہے وہ حرف آخر ہے اور اسے ہر حالت میں ماننا ہے جو اللہ اور

رسُول کا حکم نہ مانے وُہ بیشک صریح گمراہی میں بھٹک چکا ہے۔

اِحترامِ نبیؐ

اللہ تعالیٰ نے حضورِ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم کی شانِ عظمت و رِفعت کے سلسلے میں جہاں قرآنِ حکیم میں بہت سے مقامات پر اوصافِ رسُول کا ذکر کیا ہے وہاں جملہ مومنین کو آپ کی عزّت و احترام بجالانے کا بھی بار بار حکم دیا گیا ہے احترامِ آدمیت تو اسلام کے اساسی اصُولوں میں سے ایک اصُول ہے ظاہر ہے انسانیت کے امام اور ملجاو ماویٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کے احترام کا انداز بھی نرالا ہو گا چنانچہ اللہ تعالےٰ نے قرآن حکیم میں احترامِ رسولؐ کی اہمیت کا احساس دلانے کے ساتھ ساتھ احترام کے طریقے بھی بیان کئے ہیں تاکہ لوگ اللہ کے محبوبِ پاک کے احترام میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھیں چنانچہ سُورہ حجرات میں ارشاد فرمایا کہ اپنی آوازوں کو نبی پاکؐ کی آواز سے بُلند نہ کرو

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ۔ (الحجرات-۲)

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنی آوازیں پیغمبر کی آواز سے بُلند مت کیا کرو اور نہ ایسے اُن سے کھل کر بولا کرو جیسے تم آپس میں ایک دوسرے سے کھل کر بولا کرتے ہو سورہ الاحزاب میں احترامِ رسالت مآب کے ضمن میں فرمایا کہ آپ کے ہاں بلا وقت اور بن بلائے نہ جایا کرو اگر ان کے ہاں کھانے کے سلسلے میں جانا ہو تو کھانے کے بعد جلدی اٹھ آیا کرو تاکہ نبی پاک کی مصروفیات میں رکاوٹ نہ ہو چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَىٰ طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِينَ إِنَاهُ وَلَٰكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا فَإِذَا

طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَأْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ ط (الاحزاب۔ ۵۳)

ترجمہ: اے ایمان والو! نبی کے گھر میں بن بلائے مت جایا کرو مگر جس وقت تم کو کھانے کی اجازت دی جائے ایسے طور پر جاؤ کہ اس کی تیاری کے منتظر نہ ہو اور جب کھا چکو تو واپس چلے جاؤ نہ یہ کہ باتوں میں بیٹھے دِل بہلایا کرو۔ سبحان اللہ کیا اندازِ نعت ہے کہ اپنے حبیب کی معمولی سے معمولی تکلیف بھی خداوند قدوس کو گوارا نہیں سورۂ الحجرات میں ارشاد فرمایا کہ آپ کو حجروں کو باہر کھڑے ہو کر پکارنے والوں کو عقل نہیں ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ۔

ترجمہ: اے حبیبؐ بے شک وہ آپ کو حجروں سے باہر پکارتے ہیں۔ ان میں سے اکثر عقل نہیں رکھتے اور پھر فرمایا تم لوگ رسول کے بلانے کو عام آدمیوں کے بلانے کی طرح مت بلاؤ۔ (الحجرات۔ ۴)

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا (النور۔ ۶۳)

ترجمہ: تم لوگ رسول کے پکارنے کو ایسا مت خیال کرو جیسا تم ایک دوسرے کو بلاتے ہو۔ سورۂ الحجرات کے شروع میں فرمایا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ۔ (الحجرات۔ ۱)

ترجمہ: ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے سبقت مت کیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ قرآن حکیم میں احترام رسول صلی اللہ علیہ وسلم اختیار کرنے کا بار بار اعلان نعت رسول مقبول کا ایک اعلیٰ نمونہ ہے۔

حضور علیہ السلام کی نافرمانی کی سزا

قرآن حکیم میں جہاں ادب و احترام رسول اختیار کرنے کا بار بار حکم دیا گیا ہے وہاں

آپ کے مقام و مرتبہ کا احساس دلانے کے ساتھ ساتھ آپ کی بے ادبی گستاخی اور
نافرمانی کے مرتکب افراد کو دردناک سزا اور عذاب الیم کی خبریں بھی سنائی گئی ہیں اور
تاکہ لوگ عبرت حاصل کریں اور ادب و احترام اور اطاعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھیں سورۂ بقرہ میں آپ کی گستاخی پر دردناک عذاب کی خبر دیتے
ہوئے ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَقُولُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوا
وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ۔ (البقرۃ۔ ۱۰۴)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم رسول کو متوجہ کرنے کے لئے لفظ "رَاعِنَا" جو کہ منافقت والا
ذو معنی لفظ ہے جسے استعمال کر کے کفّار توہین اور گستاخی و شرارت کے مرتکب ہوتے ہیں
مت کہا کرو "اُنْظُرْنَا" کہا کرو اور اس حکم کو اچھی طرح سُن لو اور کافروں کے لئے بڑا
دردناک عذاب ہے اسی طرح آپ کو ایذائیں دینے والوں کے متعلق فرمایا۔

وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ۔ (التوبہ۔ ۶۱)

ترجمہ: اور جو رسول کو ایذا دیتے ہیں اُن کے لئے دردناک عذاب ہے۔

قرآن مجید میں اس موضوع سے متعلق بہت سی آیات ہیں اللہ اور اس کے رسول
مقبول کی گستاخی کرنے والوں اور ایذا رسانی کرنے اور نافرمانی کرنے والوں کو عذاب
شدید کی وعیدیں سنائی گئی ہیں اور ان پر لعنت بھیجی گئی ہے۔

اسوۂ حسنہ

خاتم مرسلین حضور پُر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و اطاعت کو اگر
خداوند قدوس نے مسلمانوں کے لئے فرض قرار دیا ہے اور اسے ایمان کامل کی اساس
ٹھہرایا ہے تو ظاہر ہے کہ یہ فیصلے اور احکام ایسے نہیں ہوتے جو ہر نبی اور راہبر کے سلسلے
میں دئیے جا سکتے ہوں بلکہ ایک ہی بلند و بالا شخصیت کے سلسلے میں صادر کئے جا سکی

ہیں جو علم و فضل اور تقویٰ و پرہیزگاری، زہد و ریاضت، فکر و شعور اور دنیا و آخرت کے مسائل و مباحث میں ہر لحاظ سے مکمّل اور کامل ہو اس کا ہر فعل تائید الٰہی سے مشرّف ہو اور اس کا ہر قول منشائے خداوندی کے تابع ہو اس حقیقت کا چھوٹے سے چھوٹا جزو بھی جھٹلایا نہیں جا سکتا کہ آپ ہی وہ مکمّل و اکمل ذات ہیں جن کی مثال نہ صرف مشکل ہے بلکہ ناممکن بھی ہے اللہ تعالےٰ نے آپ ہی کی ذات والاصفات کو صاحب اسوۂ حسنہ کے لقب سے پکارا ہے سورۂ احزاب میں ارشاد ہے۔

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنْ کَانَ یَرْجُوا اللّٰہَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیْرًا۔ (الاحزاب۔۲۱)

ترجمہ: اے ایمان والو! بے شک تمہارے لئے رسول اللہ کی زندگی بہترین نمونہ ہے یہ نمونہ اس کے لئے ہے جو اللہ تعالےٰ سے ملنے اور قیامت کے دن کے آنے کا یقین رکھتا ہو اور کثرت سے اللہ کو یاد کرتا ہو۔

یہ آیت مقدسہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی عظیم نعت ہے اس میں عام لوگوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ اگر تم اللہ سے کچھ انعام کی امید رکھتے ہو اور آخرت میں اپنے لئے بہتری چاہتے ہو تو رسولِ مقبول کی زندگی اپنی زندگی کے لئے نمونہ بنالو اور ان کی پیروی کرو یہاں پر اس آیت کریمہ میں دو طرح نبی کریم کی نعت بیان ہوئی ہے۔ آپ کی زندگی کو مشعلِ راہ بنانا کامیابی کا ذریعہ ہے اور دوسرے یہ کہ یہ حکم خداوندی ہر ملک اور ہر دور کے انسانوں کے لئے ہے خواہ وہ وزیر ہو یا فقیر، حاکم ہوں یا محکوم، مالدار ہوں یا غریب، گھر والے ہوں یا بے گھر، تعلیم یافتہ ہوں یا ان پڑھ، مشرق کے رہنے والے ہوں یا مغرب کے، کالے ہوں یا گورے، ان سب کے لئے آپ کی زندگی مشعلِ راہ ہے

صاحبِ خلقِ عظیم

اللہ تعالےٰ نے قرآن پاک میں حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اوصاف اور نعت و ثنا کے سلسلے میں اپنی محبت رسول کے وہ نمونے ظاہر فرمائے ہیں جن پر زبان و بیان کی

تمام لطافتیں اور عقیدت واحترام کی تمام حلاوتوں کو قربان کرنے کو جی چاہتا ہے
قرآن حکیم میں جہاں نبیِ رحمت کی حیاتِ پاک کو اُسوۂ کامل بتایا گیا ہے وہاں آپ کے
اخلاق کو خلقِ عظیم کے اعزاز واکرام سے سرفراز کیا گیا ہے چنانچہ سورۂ القلم میں
ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ (القلم-۴)

ترجمہ: اے حبیبؐ آپ بے شک خلقِ عظیم کے مالک ہیں۔

یہ آیت کریمہ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ممتاز ترین نعت ہے جس میں آپ
کے اخلاقِ کریمانہ کو خلقِ عظیم فرمایا گیا ہے خُلق عربی زبان میں عادت کو کہتے ہیں۔ کہ
جس کی وجہ سے اچھے کام خود بخود ہوں۔ چنانچہ ثابت ہوا کہ آپ کی ذاتِ گرامی جس قدر
اعلیٰ وارفع کام کو سرانجام دیتی ہے یہ تو آپ کی عادت کریمہ ہے۔

صاحبِ وَرَفَعۡنَا لَکَ ذِکۡرَکَ

اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید نعت رسُولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلے میں جو گلہائے
رنگ پیش کئے ہیں ان کی مکمل سمجھ بوجھ اور ان کے مضامین تک رسائی انسانی عقل وشعور
اور فہم وادراک سے بالاتر ہے لیکن یہ حقیقت بھی پیش نظر رہے کہ قرآن پاک میں آپ کے
محاسن وشمائل اور اوصاف بیان کرنے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالےٰ نے آپ کو اس اعزاز سے
بھی سرفراز فرمایا کہ آپ کا ذکر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بلند کر دیا۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے

وَرَفَعۡنَا لَکَ ذِکۡرَکَ۔ (الم نشرح-۴)

ترجمہ: اے حبیبؐ ہم نے آپ کا ذکر بلند کر دیا۔

قرآن پاک کا یہ ارشاد آج بھی [illegible] اور واضح طور پر نظر آنے والی تصویر ہے
حقیقت یہ ہے کہ آج کے انتہائی مادی دور میں بھی آپ کی نعت وسیرت کے حوالے سے
دنیا کے ہر گوشے اور ہر [illegible] میں نہ صرف مسلسل لکھا جا رہا ہے۔ بلکہ اطاعت کے مراحل کے
بعد پڑھا بھی جا رہا ہے جس سے قرآن پاک کے اس فیصلے کی صداقت ظاہر ہو رہی ہے اور

یہ صرف نبی کریم کے ذکر کا صدقہ ہے جس کو دربارِ نبوی کے شاعر حضرت حسّان بن ثابت نے یوں پیش کیا ہے۔

مَا اِنْ مَدَحْتُ مُحَمَّدًا بِمَقَالَتِیْ
لٰکِنْ مَدَحْتُ مَقَالَتِیْ بِمُحَمَّدٍ،

ترجمہ: میں نے اپنے کلام سے حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف نہیں کی بلکہ آپ کے ذکر سے اپنے کلام کو قابلِ تعریف بنایا ہے۔

اللہ تعالٰی نے اپنے حبیبؐ پاک کے ذکر کو بلند کرنے کی دوسری صورت یہ فرمائی۔ کہ کلمہ، نماز اذان، دعا ہر جگہ اللہ تعالٰے کے نام کے ساتھ اس کے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ضرور شامل ہے صرف لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہہ کر کوئی شخص مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کے ساتھ محمد رسول اللہ بھی نہ کہے۔

دُعائے خلیل

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف کے سلسلے میں قرآن پاک میں اللہ تعالٰی نے دعائے خلیل اور نوید مسیحا کو اپنی اس کتاب حکمت میں محفوظ کر کے درحقیقت نعت رسول مقبول ہی کہی ہے وگرنہ آپ کی نبوت و رسالت کی حقانیت کے سلسلے میں اس کی کوئی ایسی ضرورت بھی نہ تھی سورہ بقرہ میں دعائے خلیل کے الفاظ سنیئے۔

حضرت عیسٰی کی پیش گوئی کے الفاظ ملاحظہ ہوں۔

وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُہٗ اَحْمَدُ۔

اور میرے بعد ایک رسول آنے والا ہے جس کا نام مبارک احمد ہو گا اور میں اس کی بشارت دینے والا ہوں۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِکَ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَیُزَکِّیْھِمْ اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ۔

ترجمہ: اے ہمارے رب اس جماعت کے اندر انہی میں سے ایک ایسا پیغمبر بھیج جو ان لوگوں کو اللہ کی آیتیں پڑھ کر سنایا کرے اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیا کرے بے شک تو ہی غالب حکمت والا ہے۔

حفاظتِ خداوندی کا اعزاز

حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم جس دین کی تبلیغ اور اشاعت کے سلسلے میں مبعوث ہوئے اس کا تقاضا تھا کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب پاک کی جان و آبرو کی حفاظت کا ذمہ اٹھاتا چنانچہ عہد رسالت مآب کا مطالعہ کرتے ہوئے ان تکالیف و مصائب اور ایذا رسانیوں کا بخوبی احساس ہوتا ہے جن سے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو گذرنا پڑا۔ ان مصائب و آلام سے ہی آپ کا واسطہ پڑا۔ بلکہ آپ کے قتل کے منصوبے تک بنائے گئے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو کفار کے منصوبوں سے آگاہ رکھا بلکہ ایسے تمام خطرناک حالات میں آپ کی حفاظت بھی کی اور آپ کی حفاظت کا ذمہ اسی طرح اٹھایا جس طرح قرآنِ پاک کی حفاظت کا ذمہ اٹھایا تاریخ شاہد ہے کہ آپ عہد رسالت میں مکمل طور پر حفاظتِ خداوندی میں رہے بلکہ آپ کے ظاہری وصال کے بعد بھی آپ کے مرقد پرانوار کی اللہ تعالیٰ نے ہر طرح سے حفاظت کی سورۂ طور میں آپ کی حفاظت کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے

وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِينَ تَقُومُ (طور-۴۸)

ترجمہ: اے حبیبؐ اپنے رب کے حکم پر ٹھہرے رہیں کہ بے شک آپ ہماری حفاظت میں ہیں اور اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے اس کی پاکی بیان کرتے رہیں۔ سورۂ زمر میں بھی دو مقامات پر سوالیہ انداز میں ایسی حفاظت کا ذکر کیا گیا ہے۔

أَلَيْسَ اللَّهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ (الزمر-۳۶)

ترجمہ: کیا اللہ اپنے بندے کے لئے کافی نہیں ہے۔

قُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ۔ (الزمر-۳۸)

ترجمہ: اے حبیبؐ کہہ دیجئے اللہ میرے لئے کافی ہے۔

سُورہ مائدہ میں اسی وعدے کو اِن الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔

وَاللّٰہُ یَعۡصِمُکَ مِنَ النَّاسِ (المائدہ۔ ٦٧)

ترجمہ: اے حبیب اللہ ہر قسم کے لوگوں سے آپ کی حفاظت کرے گا۔

اللہ تعالیٰ کا حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی حفاظت کے اعزاز سے نوازنا اور قرآن مجید میں ذکر کرنا آپ کی نعت و مدحت ہی کا ایک مضمون ہے۔

حلال و حرام قرار دینے والے

اللہ تعالےٰ نے اپنے محبُوب پاک صاحب لولاک صلّی اللہ علیہ وسلّم کے کمالات و اختیارات میں جس قدر وسعت عطا کی ہے اور جس مقام محبُوبیت سے آپ کو سرفراز کیا گیا ہے اس کے ذکر کے لئے علماء و صُوفیاء اور محدّثین و مفسّرین نے اپنی کتابوں میں جگہ جگہ ذکر کر کے صفحوں کے صفحے بھر دیئے ہیں خداوندِ قدوس نے اپنی کتاب مبین میں نبی رحمت کے جن کمالات کا بطورِ خاص ذکر کیا ہے اس میں اشیاء کو حلال اور حرام کرنے کے اختیارات کا ذکر بھی شامل کیا ہے یہ آپ کی وہ نعت ہے جس کا آپ سے قبل آنے والے انبیا کو اعزاز نہیں ہوا۔ چنانچہ قرآن حکیم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وَیُحِلُّ لَھُمُ الطَّیِّبٰتِ وَیُحَرِّمُ عَلَیۡھِمُ الۡخَبٰٓئِثَ۔ (الاعراف۔ ١٥٧)

ترجمہ: اور آپ ستھری چیزیں ان پر حلال کریں گے اور گندی چیزیں ان پر حرام کریں گے حضور پاک کے اس اختیار کا ذکر کرتے ہوئے سورہ توبہ میں جہاد کے بیان میں ارشاد ہوا۔

قَاتِلُوا الَّذِیۡنَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰہِ وَلَا بِالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَلَا یُحَرِّمُوۡنَ مَا حَرَّمَ اللّٰہُ وَرَسُوۡلُہٗ۔ (التوبہ۔ ٢٩)

ترجمہ: لڑو اُن سے جو اللہ اور قیامت کے دِن پر ایمان نہیں لاتے اور ان چیزوں کو حرام نہیں مانتے جو اللہ اور اُس کے رسُول نے حرام کی ہیں۔

قبل ہو چکا اور جو آپ کے وصال مبارک کے بعد ہوگا۔

قرآن مجید میں آپ کی اس فضیلت کا اظہار کرتے ہوئے ربِ کائنات نے ارشاد فرمایا۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِىْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ۔ (آل عمران۔۱۷۹)

ترجمہ: "اور اللہ تعالےٰ کی یہ شان نہیں کہ اے عام لوگو تم کو غیب کا علم دے لیکن اللہ چن لیتا ہے اپنے رسول میں سے جسے چاہے" اسی طرح سورہ جن میں بھی ارشاد باری تعالیٰ ہے

فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ (الجن ۲۵۔۲۶)

ترجمہ: اللہ تعالےٰ اپنے غیب کی بات کسی پر ظاہر نہیں کرتا لیکن اس پیغمبر پر جسے وہ پسند کرے ظاہر ہے علم غیب کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے سیدالانبیا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو چنا ہے قرآن پاک میں آپ کی اس خصوصیت اور فضیلت کا اظہار بھی نعت ہے۔

شفاعت کرنے والے

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف ومحاسن اور مدح و نعت میں ایک یہ بھی ہے کہ آپ شفاعت کرنے والے بھی ہیں چنانچہ سورۃ النسا میں ربِ کائنات کا ارشاد ہے

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا (النسا۔۶۴)

ترجمہ: اور اگر وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے حبیب، آپ کی خدمت میں حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائیں تو ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا بہت مہربان پائیں گے۔

حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی اس رفیع ترین نعت میں اللہ تعالےٰ نے

قبولیت دُعا کے آداب بیان فرمائے ہیں اور بتایا ہے کہ توبہ قبول ہونے کے تین خاص مراحل ہیں اور اگر ایک مسلمان اِن تینوں مَراحل سے گذر کر آجائے گا تو اللہ تعالےٰ اپنی مہربانی کے ساتھ اس کی توبہ قبول کرلیں گے اور وُہ مراحل یہ ہیں کہ پہلے سرورِ کونین کے حضور حاضری دو، پھر اللہ تعالےٰ سے استغفار کرو اور نبی کریم آپ کی شفاعت کریں گے تو توبہ یقیناً قبولیت کے دَرجے تک پہنچ جائے گی۔

دُعائے نبیؐ

غزوۂ تبوک کے موقع پر مسلمانوں کی ایک جماعت اپنی کاروباری مصروفیات کی وجہ سے جہاد میں شریک نہ ہوسکی لیکن لشکر کے چلے جانے کے بعد انہیں اس پر بہت دکھ اور ندامت ہوئی انہوں نے کفّارہ کے طور پر اپنے جسموں کو مسجد نبوّی کے ستونوں سے باندھ دیا اور قسم کھالی کہ ہم کو حضور پاک ہی اپنے دستِ مُبارک سے کھولیں گے چنانچہ غزوۂ تبوک سے فارغ ہوکر جب نبی کریم تشریف لے آئے اس تمام ماجرے اور ان لوگوں کی شرمندگی اور توبہ کا سنا تو آپ نے فرمایا۔ مجھے اپنے رَبّ کی قسم میں ان کو اس وقت تک نہیں کھولوں گا جب تک اللہ کا حکم نازل نہ ہو۔ اللہ تعالےٰ نے ان کی توبہ قبول کرلی اور یہ حضرات کھول دیئے گئے۔ رہائی کے بعد انہوں نے اپنا کچھ مال بطور کفّارہ حاضر کیا اور اس موقع اللہ تعالےٰ کی طرف سے یہ آیت نازل ہُوئی۔

خُذۡ مِنۡ اَمۡوَالِهِمۡ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمۡ وَتُزَكِّيۡهِمۡ بِهَا وَصَلِّ عَلَيۡهِمۡ ؕ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمۡ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ (التوبہ-۱۰۳)

ترجمہ: اے حبیبؐ ان کے مالوں سے صَدقہ وصُول کریں جس سے آپ ان کو ستھرا اور پاکیزہ کردیں اور ان کے حق میں دُعائے خیر کریں بے شک آپ کی دُعا ان کے دلوں کا چین ہے اور اللہ سننے اور جاننے والا ہے یہ آیت مبارکہ بھی حضور علیہ السلام کی ارفع لغت ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ آپ ہی کے صَدقے کے مال کو ستھرا اور پاکیزہ کرنے والے ہیں

اور جن کے حق میں دعائے خیر کریں ان کے دلوں کو سکون اور چین نصیب ہو جاتا ہے اسی سورہ مبارکہ میں اس سے پیشتر اللہ تعالٰے نے دعائے رسول کو قربِ الٰہی کا ذریعہ بھی بنایا ہے چنانچہ ارشادِ باری تعالٰے ہے۔

وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ اَلَآ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِىْ رَحْمَتِهٖ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

ترجمہ: اور جو کچھ خرچ کرتے ہیں اس کو اللہ کا قرب حاصل ہونے کا ذریعہ بناتے ہیں یاد رکھو کہ ان کا یہ خرچ کرنا بے شک اُن کے لئے موجب قربت ہے ضرور ان کو اللہ تعالٰے اپنی رحمت میں داخل کریں گے۔

اس آیت مبارکہ میں بھی آپ ہی کی نعت مقصود ہے تاکہ تمام مسلمانوں کو معلوم ہو جائے کہ قبولیت دعا، اور منزل قربِ الٰہی میں آپ کا کیا مقام و مرتبہ ہے۔

جانِ رسول کی قسم

مخلوقِ الٰہی میں کوئی جان نہیں بارگاہ خداوندی میں نبی کریم کی جان پاک کی طرح عزّت و حرمت نہیں رکھتی چنانچہ قرآن پاک میں اللہ تعالٰے نے کسی بھی نبی کی جان کی قسم کھا کر کوئی بات نہیں لیکن حضور علیہ السلام کی جانِ مبارک کی قسم کھا کر ایک حقیقت کی ترجمانی کی ہے ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِىْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ۔ (الحجر - ۷۲)

ترجمہ: اے حبیبؐ۔ آپ کی جان کی قسم بے شک یہ لوگ اپنے نشہ میں بہک رہے ہیں یہ آیتِ مبارکہ بھی آپ کی نعت و مدحت ہے قرآنِ حکیم میں حضور علیہ السلام کی جان مبارک کی قسم کے علاوہ آپ کے شہر مکّہ اور آپ کے زمانے کی بھی قسم کھائی ہے جس سے آپ کی شانِ محبوبیت آشکارا ہوتی ہے کیونکہ یہ ایک فطری اصول ہے کہ قسم! اس چیز کی کھائی جاتی ہے جس سے بے پناہ اُلفت و محبّت ہو۔

اعزازِ معراج

سورۂ بنی اسرائیل میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا الَّذِیۡ بٰرَکۡنَا حَوۡلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنۡ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ۔ (بنی اسرائیل۔۱)

ترجمہ: پاک ہے وُہ جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے گرد اگرد ہم نے برکت دے رکھی ہے کہ ہم اسے عظیم الشان نشانیاں دکھائیں گے بے شک وُہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے یہ آیت مبارکہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی تابندہ لغت ہے جس میں آپ کی اس عظمت کا ذکر کیا گیا ہے جو کسی دُوسرے پیغمبر یا نبی کو حاصل نہیں ہوئی یعنی معراج، معراج کب اور کیوں اور کیسے ہوئی ان تمام سوالات کے جواب سُورہ النجم اور حدیث مبارکہ میں موجود ہے نبی کریم کا حرم پاک سے مسجد اقصیٰ کی طرف جانا وہاں سے آسمان پر جانا اور پھر اس مقام میں جہاں جانا جہاں کا تصور بھی خلق کے بس کی بات نہیں اور وہاں موردِ رحمت و کرم ہونا اور انعامات الٰہی سے سرفراز ہونا، جنت و دوزخ کی سیر اور افضل و برتر علوم کا میسر آنا اور دُوسرے اعزاز و اکرام سے سرفراز ہونا اور دیگر جو تفصیلات روایات میں بیان ہوئی ہیں ان کا انکار کفر کے مترادف ہے یہ بھی واضح ہو کہ یہ کوئی کشفی سفر یا رُوحانی تجربہ نہ تھا بلکہ جسمانی سفر اور عینی مشاہدہ تھا جو ظاہر ہے کہ بیداری کی حالت میں ہی ممکن تھا۔

صاحبِ مقامِ محمود

سُورۂ بنی اسرائیل میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وَمِنَ الَّیۡلِ فَتَہَجَّدۡ بِہٖ نَافِلَۃً لَّکَ ٭ۖ عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ

مَقَامًا مَّحْمُوْدًا - (بنی اسرائیل - ۷۹)

ترجمہ: آپ رات کے کچھ حصہ میں تہجد پڑھیں یہ خالص آپ کے لئے زیادہ ہے قریب ہے کہ آپ کو آپ کا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب آپ کی حمد کریں۔

اس آیت مبارکہ میں دو طرح سے نعت رسول بیان ہوئی ہے ان میں سے ایک یعنی نماز تہجد کا تعلق دنیا سے ہے اور دوسری یعنی مقام محمود کا ملنے کا تعلق آخرت سے ہے نماز تہجد کا نبی پاک پر فرض ہونا آپ کے اوصاف و محاسن میں سے ایک ہے یہ نماز نہ تو پہلے کسی نبی پر فرض تھی اور نہ ہی اُمتِ محمدیہ پر فرض ہے لیکن اسکی فرضیت کا اعزاز صرف اور صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ذات گرامی کو حاصل ہے مقام محمود کی وضاحت کرتے ہوئے مولانا مفتی احمد یار لکھتے ہیں یہ وہ جگہ ہے جس جگہ جلوہ گر ہو کر سید المرسلین سب کی شفاعت کبریٰ فرمائیں گے تمام اوّلین و آخرین شفاعت کرنے والی ہستی کی تلاش میں مارے مارے پھریں گے ہر دروازے پر یہی آواز سنیں گے کہ اِذْھَبُوْا اِلٰی غَیْرِیْ۔ ہم مدد کرنے سے معذور ہیں کہیں اور جاؤ آخر کار نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اس جگہ پائیں گے اور آپ کی اس عزت و عظمت کو دیکھ کر سب کی تعریف کریں گے اس لئے آپ کو مقام محمود یعنی حمد کیا ہوا مقام کہتے ہیں

صَاحبِ شقُ القمر

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو جہاں اور بہت سے ایسے معجزات سے نوازا گیا جن کی نظیر پہلے انبیائے کرام علیہم السلام کے ہاں کم ہی ملتی ہے وہاں آپ کا معجزہ شق القمر (انگلی مبارک سے چاند کو دو ٹکڑے کر دینا) بھی ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ (القمر - ۱)

ترجمہ: وہ گواہی (قیامت) نزدیک آگئی اور چاند شق ہو گیا۔

قرآن پاک کی اس آیت میں دو چیزیں بیان ہوئی ہیں ایک تو قیامت کے قریب آنے کا ذکر اور دوسرے شق القمر کا معجزہ۔ قیامت کی نزدیکی کی وضاحت یہ ہے

کہ اب اور نہ تو کوئی نبی آئے گا اور نہ کوئی نئی اُمّت، اس لئے قیامت کے سلسلے میں پہلے جو غیر یقینی صورتِ حال تھی اب وہ نہ رہی اگر اس آیت کو سیاق و سباق کے حوالے سے دیکھا جائے تو یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ چاند تک شق ہو گیا ہے اب بھی اگر لوگوں کو آپ کی نبوت میں شک ہو تو آخر کیا کیا جا سکتا ہے

اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ

سورۂ کہف میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰٓی اِلَیَّ اَنَّمَآ اِلٰـھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ (کہف ۱۱۰)

ترجمہ: اے حبیب! کہہ دیجئے کہ میں ظاہری صورت میں تم جیسا بشر ہوں مجھے وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہے۔

یہ آیت کریمہ بھی نبی کریم کی درخشندہ نعت ہے نازنخ پر اگر طائرانہ نظر ڈالی جائے تو پتہ چلتا ہے کہ حضور علیہ السلام سے قبل آنیوالی اُمّتوں نے اپنے نبیوں کے معجزات کو دیکھ کر ان کے متعلق کچھ ایسے عقائد و نظریات اپنائے تھے جو ان کے نبی کی تعلیمات کے سراسر منافی تھے مُردوں کو زندہ کرنے کا معجزہ دیکھ کر حضرت عیسٰی کو ماننے والوں نے انہیں خدا کا بیٹا کہنا شروع کر دیا ایسے میں ڈر تھا کہ حضور ختمی المرتبت کو جنہیں وہ تمام معجزات حاصل ہوئے تھے جو آپ سے قبل تشریف لانے والے انبیا کرام کو دیئے گئے اُمّت محمّدیہ اپنے نبیِ محترم کے متعلق غلط اور باطل خیال نہ اپنائے اس لئے یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی ورنہ کسے معلوم نہیں کہ نبی پاکؐ تو سرتاج الانبیاء ہیں عام انسانوں کی طرح کیسے ہو سکتے ہیں انبیائے کرام کے متعلق اہل اسلام کے عقائد کو کچھ یوں بیان کیا جا سکتا ہے کہ یہ ہر قسم کی انسانی آلائیشوں سے پاک اور ہر قسم کی انسانی کمزوریوں سے محفوظ تھے ظاہر ہے خاتم الانبیا حضرت محمّد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم تو فضیلت میں ان سے اور بھی آگے ہیں نبی کریم کے مقام و مرتبہ کے سلسلے میں اسی لئے تو کہا گیا ہے "بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر" اور یہی ہر عہد اہل اسلام کا ایمان ہے جہاں تک آپ کے مقام بشریت کا تعلق ہے تو یہ تو وہ مقام

ہے جس پر آسمان کے فرشتے اور زمین کے انسان ہی نہیں پیغمبر بھی ناز کرتے ہیں۔

دلیلِ نبوّت

وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ۔ (عنکبوت۔ ۴۸)

ترجمہ: اور اس سے پہلے تم کوئی کتاب نہ پڑھتے تھے اور نہ اپنے ہاتھ سے کچھ لکھتے تھے یوں ہوتا تو باطل والے ضرور شک کرتے۔

اس آیت کریمہ میں جو نعتِ رسول مقبول بھی ہے آپ کی بعثت سے قبل کی زندگی زیرِ بحث لائی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ آپ نے نہ تو کسی سے کوئی کتاب پڑھی اور نہ ہی لکھنا سیکھا اب جب کہ آپ نبوت کے دائرے میں داخل ہو چکے ہیں اور کتاب و حکمت کی تعلیم دیتے ہیں تو اب یہ لوگ شک نہیں کر سکتے کہ آپ لکھنا پڑھنا جاننے والے نہیں ہیں جیسا کہ قرآن حکیم سے قبل نازل ہونے والی کتاب میں آپ کی ایک نشانی کے طور پر بتایا گیا تھا کہ نبیِ آخر الزمان اُمّی ہوں گے۔ یہاں دلیلِ نبوّت کے ساتھ ساتھ خالقِ کائنات نے یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ اگر آپ لکھنا پڑھنا سیکھتے تو ظاہر ہے اس سے آپ کسی کے شاگرد ٹھہرتے اور نبی کسی کا شاگرد نہیں ہوتا اسے تو جس علم سے مالا مال کیا جاتا ہے وہ سراسر عطائے الٰہیہ ہوتا ہے اسی طرح یہاں حضورِ پاک کی نہ صرف نبوّت کی صداقت کی دلیل دی گئی ہے بلکہ آپ کی ایک نمایاں خصوصیت بھی بیان ہوئی ہے۔ کہ آپ کسی کے شاگرد نہیں تھے آپ کے اُمّی لقب ہونے کا سورۂ اعراف میں اس طرح ذکر کیا گیا ہے۔

اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ۔ (الاعراف ۱۵۶)

ترجمہ: اور وہ غلامی کریں گے اس اُمّی نبی کی۔

کمالِ محبّت

حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب حضرت جبرائیل علیہ السلام قرآن لاتے تو حضرت جبرائیل سے سُنتے وقت خود بھی پڑھتے تھے اس لئے کہ یہ کلمات اچھی طرح یاد ہو جائیں ظاہر ہے سنتے وقت ساتھ ساتھ پڑھنے سے کس قدر دشواری ہوتی ہے لہٰذا ربّ العزّت کو اس دشواری یا تکلیف کا احساس تھا چنانچہ ارشاد فرمایا

لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ

فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ (القیمۃ ۱۶ تا ۱۹)

ترجمہ: اے حبیب یاد کرنے کی جلدی میں قرآن کے ساتھ اپنی زبان کو حرکت نہ دیں بے شک اس کا محفوظ کرنا اور پڑھنا ہمارے ذمّہ ہے تو جب ہم اس کو پڑھ چکیں تو اس وقت آپ اس پڑھے ہوئے کی اتباع کریں بے شک اس کی باریکیوں کا آپ پر ظاہر ہونا ہمارے ذمّہ ہے۔

یہ آیت مبارکہ جو نعتِ رسول بھی ہے واضح کرتی ہے کہ اللہ تعالےٰ کو اپنے حبیبؐ کی تھوڑی سی مشقّت اور تکلیف بھی گوارا نہ تھی اور یہ کمالِ محبّت ہے کہ حبیب کی چھوٹی سی چھوٹی مشقت بھی برداشت نہ کر سکے اس آیت کریمہ میں نعت کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ لوگ قرآن پاک کے حفظ کرنے اور اسے سمجھنے اور اس کے نکات و مسائل کو جاننے کے لئے عمریں صرف کر دیتے ہیں لیکن یہ رسول پاک کا اعجاز ہے کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو اس قدر استطاعت بخشی تھی کہ جونہی قرآنِ پاک کی آیت نازل ہوتی تھی اس کے تمام رموز و نکات اور حفظ و قرأت سب کچھ آپ کو پہنچ جاتا تھا ظاہر ہے یہ صلاحیت صرف اور صرف کائنات میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو عطا ہوئی تھی۔

رُخِ مصطفےٰ کی قسم

عہدِ رسالت مآب میں کچھ دیر کے لئے وحی کا آنا رُک گیا تو کفارِ مکّہ نے طعنے دینے کے

بشیر و نذیر

قرآنِ پاک میں حضورِ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جن اوصافِ حمیدہ کا بار بار ذکر کیا گیا ہے اُن میں آپ کا بشیر و نذیر ہونا بھی شامل ہے بشیر کے معنی ہیں خوشخبری دینے والا اور نذیر کے معنی ہیں ڈرسنانے والا۔ چنانچہ قرآن پاک میں آپ کی اس نعت کا بار بار ذکر ہوا ہے۔ چند آیات ملاحظہ کیجئے۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا۔ (سبا۔ ۲۸)

اور ہم نے تجھے بھیجا سارے لوگوں کے لئے خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا لیکن بہت سے لوگ نہیں جانتے۔

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا۔ (فاطر۔ ۲۳)

ترجمہ: بے شک ہم نے تمہیں سچا دین دے کر بھیجا خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا

يٰٓاَيُّهَا النَّبِىُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا

ترجمہ: اے نبی ہم نے تمہیں گواہی دینے والا، خوشخبری سنانے والا اور ڈرسنانے والا بنا کر بھیجا۔

دافعِ رنج و بلا

حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کو کس قدر محبوب تھے اس کا اندازہ اس حقیقت سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ آپ کے وجودِ مسعود کے صدقے میں آپ کی حیاتِ ظاہری میں اور آپ کے بعد بھی اُمتِ محمدیہ گناہوں میں لت پت ہونے کے باوجود عذاب الٰہی اور قہرِ الٰہی سے محفوظ ہے حالانکہ پہلی اُمتیں اکثر و بیشتر خدا کی نافرمانی اور اپنے نبی کو جھٹلانے کی سزا کے طور پر اپنے نبی کی زندگی ہی میں یا پھر حیاتِ ظاہری کے تباہ و برباد ہو کر رہ گئیں اور ان کے نام و نشان تک مٹ گئے لیکن یہ نبی رحمت ہی کی برکت ہے کہ اُمتِ محمدیہ کو ہمیشہ کے لئے عذابِ الیم سے محفوظ کر دیا قرآن پاک میں حضور

سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اعزاز یعنی نعتِ رسُول مقبول کا ذکر کرتے ہُوئے سُورۂ انفعال میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ۔ (انفال ۔ ۳۳)

ترجمہ: اور اللہ کا کام نہیں کہ اُن پر عذاب کرے جب تک اے حبیب آپ ان میں تشریف فرما ہیں۔

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ﴿١﴾ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ﴿٢﴾ الَّذِيْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ﴿٣﴾ ۔ (الم نشرح ۔ ۱ تا ۳)

ترجمہ: اے حبیبؐ کیا ہم نے آپ کا سینہ کشادہ نہ کیا اور آپ پر سے بوجھ اُتار لیا جس نے آپ کو نڈھال کر دیا تھا۔

یُوں تو یہ پُوری سورۃ ہی حضور سرورِ کونین کی نعتوں کا حسین گلدستہ ہے سینہ کشادہ کرنے کے معنی کے سلسلے میں مفسّرین کے مختلف اقوال ہیں ایک تو یہ کہ اس سے وہ شرحِ صدر مراد ہے جو تین بار حضرت جبرائیل نے کی جن کی تفصیل احادیث میں بھی ملتی ہے دُوسرا مفہوم یہ ہے کہ ہر سینہ اس قابل نہیں ہوتا کہ اس میں نورِ نبوّت، اسرارِ الٰہیہ اور علوم غیب سما جائیں اس لئے آپ کا سینہ خاص طور پر کشادہ کیا گیا ہے جس کی طرف یہاں اشارہ ہے بوجھ اتارنے کے یہ معنی ہیں کہ آپ گناہگار امتیوں کے غم میں اکثر غمگین رہا کرتے تھے لیکن جب اللہ تعالیٰ نے مغفرت کا وعدہ فرما دیا تو آپ کو تسکین ہوئی گویا آپ کے دِل و دماغ سے ایک بہت بڑا بوجھ اتر گیا اس آیت کا دُوسرا مفہوم یہ بھی بتایا گیا ہے کہ آپ کو مکہ میں بُت پرستی دیکھ کر جو رنج والم ہوتا ہے وہ فتح مکہ کے بعد مسرت میں تبدیل ہو گیا اور اس طرح آپ کے دِل و دماغ پر جو گہرا بوجھ تھا وہ اتر گیا اور آپ کو تسکین کی دولت میسر آئی۔

شہرِ نبیؐ کی قسم

لَآ اُقْسِمُ بِھٰذَا الْبَلَدِ ﴿۱﴾ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِھٰذَا الْبَلَدِ ﴿۲﴾
وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ﴿۳﴾ ۔ (البلد - ۱ تا ۳)

ترجمہ: مجھے اس شہر کی قسم جس میں آپ تشریف فرما ہیں اور آپ کے باپ ابراہیم کی قسم اور ان کی اولاد (یعنی آپ کی قسم)

یہ آیت کریمہ بھی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی درخشندہ نعت ہے یہ آیت ہجرت سے قبل نازل ہوئی اس لئے یہاں بلد سے مراد مکہ مکرمہ ہے چنانچہ فرمایا گیا کہ اے حبیبؐ اس شہرِ مکہ کی قسم مگر قسم کی وجہ کیا ہے کہ آپ وہاں ہیں چنانچہ ثابت ہوا کہ مکہ معظمہ کو جو اعزاز حاصل ہوا ہے یہ صرف حضور سید عالم کے دم قدم کا صدقہ ہے مکہ شریف کو دوسرے شہروں کے مقابلے میں چند امتیازی خصوصیات حاصل ہیں پہلی یہ کہ اسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آباد کیا دوسری یہ کہ یہاں حضرت اسماعیل علیہ السلام نے پرورش پائی تیسری یہ کہ یہاں اللہ کا گھر آباد ہے چوتھی یہ کہ نبی آخر الزمان سید الانبیاء حضرت محمدؐ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کا مولد و مسکن ہے لیکن آیت کریمہ کے تیور بتا رہے ہیں کہ پہلی تین خصوصیات کے باوجود مکہ کا اعزاز چوتھی خصوصیت کی وجہ سے ہے حضرت امام مالکؒ نے اس آیت کے ضمن میں یہ بھی کہا ہے کہ یہاں حضور علیہ السلام کے تشریف فرما ہونے کی وجہ سے شہر کو یہ اعزاز دیا گیا۔ چنانچہ ہجرت سے قبل آیت کا مخاطب مکہ مکرمہ ہے اور ہجرت کے بعد اس کا مخاطب مدینہ منورہ ہے وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ کی تفسیر کے ضمن میں صاحب روح البیان نے لکھا ہے کہ وَالِدٍ سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ولد سے مراد حضور علیہ السلام ہیں بعض مفسرین نے والد سے مراد حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور ولد سے مراد امت محمدیہ کو لیا ہے اس کا ثبوت اس حدیث سے لیا گیا ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ میں تمہارے لئے والد کی مثل ہوں یہاں سے مراد کچھ بھی ہو یہ ثابت شدہ بات ہے کہ نسبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

کو اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑا مقام حاصل ہے۔

تعظیم اہلِ بیت و اُمّہات المؤمنین

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت کے سلسلے میں خالق کائنات نے قرآن پاک میں آپ کے اہل بیت اطہار اور امہات المومنین کے مقام و مرتبہ کے سلسلے میں جو ارشادات فرمائے ہیں علمائے کرام نے انہیں ہمیشہ قدر و منزلت کی نظر سے دیکھا ہے یہ نفوس قدسیہ اگرچہ تقویٰ و پرہیزگاری اور سیرت و کردار کے حوالے سے نہایت ہی اوجِ کمال کو پہنچے ہوئے تھے جن کی نظیر کائنات میں نہیں ملتی ان کی تعظیم اس لئے بھی ہے کہ ان کا حضور سرورِ کائنات سے گہرا تعلق تھا چنانچہ اہل بیت اطہار کے حوالے سے ارشاد ہوا

اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡہِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ وَ یُطَہِّرَکُمۡ تَطۡہِیۡرًا۔ (الاحزاب۔۳۳)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تو یہی چاہتا ہے کہ اے نبی کے گھر والو تم سے ہر ناپاکی کو دور فرما دے اور تمہیں پاک کر کے صاف ستھرا کر دے۔

اُمّہات المومنین کے حوالے سے اسی سورۃ میں ارشاد ہوا۔

یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسۡتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ (الاحزاب ۳۲)

ترجمہ: اے نبی کی بیویو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو۔

وَمَا کَانَ لَکُمۡ اَنۡ تُؤۡذُوۡا رَسُوۡلَ اللّٰہِ وَلَاۤ اَنۡ تَنۡکِحُوۡۤا اَزۡوَاجَہٗ مِنۡۢ بَعۡدِہٖۤ اَبَدًا۔ (الاحزاب۔۵۳)

ترجمہ: اور تم کو جائز نہیں کہ رسول اللہ کو تکلیف پہنچاؤ اور نہ یہ جائز ہے کہ تم آپ کے بعد آپ کی بیویوں سے کبھی بھی نکاح کرو۔

ایک دوسری آیت میں آپ کی بیویوں کے متعلق ارشاد ہے۔

وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ ۔ (الاحزاب۔ ٦)

ترجمہ: اور (رسول) کی بیویاں امّت کی مائیں ہیں۔

اہل بیت اطہار اور اُمہات المومنین کے لئے یہ اعزاز و اکرام اور ان کی تعظیم احادیث سے بھی ثابت ہوتا ہے ظاہر ہے کہ ان کی اس تعظیم میں نسبتِ محمدالیہ کو بڑا دخل ہے جو سراسر قرآن مجید کے اسلوب نعت کے عین مطابق ہے

مقام صحابہؓ

حضور سرور کونین صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھی جنہوں نے دین کی تبلیغ و اشاعت کے سلسلے میں جان و مال اور عزت و توقیر کو حضور علیہ السلام کی منشا کے تابع کر دیا اللہ تعالےٰ کے ہاں ان کے لئے بڑا اعلیٰ وارفع مقام ہے چنانچہ قرآن پاک میں ان کے اوصاف و مناقب کا بیان بھی قرآن کے اسلوب نعت سے علیحدہ نہیں خداوند قدوس کو یہ لوگ اس لئے عزیز ہیں کہ انہوں نے نہایت ہی مشکلات و مصائب کے باوجود محبوب ربّ العالمین کا ساتھ دیا چنانچہ قرآن حکیم میں انہی پاک لوگوں کی سیرت و کردار کا ذکر ملتا ہے سورہ فتح میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ عَلَي الْكُفَّارِ رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ۔

(الفتح۔ ۲۹)

ترجمہ: محمدؐ تو اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھی ہیں وہ کفاروں کے لئے سخت اور آپس میں نرم دل ہیں اسی سورۂ مبارکہ میں اہل اسلام کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ (الفتح۔ ۱۸)

ترجمہ: اے حبیبؐ بیشک اللہ راضی ہو گیا ایمان والوں سے جب وہ درخت کے نیچے بیعت کرتے تھے سورۂ حج میں بھی انہی نفوسِ قدسیہ کے اعزاز و اکرام کا ذکر ہوا ہے

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوْٓا اَوْ مَاتُوْا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا حَسَنًا

(الحج۔ ۵۸)

ترجمہ: اور وہ جنہوں نے اللہ کی راہ میں اپنے گھر بار چھوڑے پھر مارے گئے یا مر گئے تو اللہ ضرور انہیں اچھا رزق دے گا۔ قرآن پاک کی یہ اور اس قسم کی دوسری آیات جن میں حضور علیہ السلام کے صحابہ کرامؓ کے اعزاز و اکرام، سیرت و کردار اور خدمات و احسانات کا ذکر کیا ہے یہ بھی درحقیقت نعت رسول مقبول ہی ہے کیونکہ صحابہ کرامؓ کو یہ اعزاز حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت اور آپ ہی کی اطاعت کے صلہ میں حاصل ہوا ہے

صاحبِ میثاقِ انبیاء

اللہ تعالےٰ نے روزِ میثاق مختلف گروہوں سے جو عہد لئے اُن میں سے ایک عہد انبیاءٔ کرام سے بھی ہے وُہ یہ کہ اگر تمہاری زندگی میں پیغمبر آخر زماں محمد مصطفےٰ تشریف لے آئیں اور تمہاری نبوّت کا آفتاب پوری طرح چمک رہا ہو تو تمہارا فرض ہو گا کہ تم اپنی امتوں سمیت اس آخر زماں کے اُمتی بن جاؤ چنانچہ تمام انبیا کرام نے یک زبان ہو کر اقرار کیا کہ وُہ ایسا ہی کریں گے اور اس پر تمام انبیاء کرام نے ایک دُوسرے کو گواہ بنایا چنانچہ یہ عہد تمام انبیاء کرام نے اپنے اپنے دور میں اپنی اپنی امتوں سے بھی لیا۔ کہ جب بھی پیغمبر آخر زمان تشریف لے آئیں تو تمہارا فرض ہو گا کہ تم ان کی بیعت اور اطاعت کرو چنانچہ روز میثاق کو انبیاء کرام کے اس عہد کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ نے سورہ آل عمران میں ارشاد فرمایا۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ۭ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰي ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ۭ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ۭ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝ (آل عمران - ۸۱)

ترجمہ: اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا کہ جو میں تم کو کتاب دوں اور حکمت دُوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وُہ رسول جو تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے

تو تم ضرور اُس پر ایمان لانا اور ہر طرح سے اس کی مدد کرنا پھر فرمایا کیا تم نے اقرار کر لیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لے لیا سب نے عرض کیا کہ ہم نے اقرار کیا فرمایا تم ایک دُوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں خود تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں قرآن مجید روز میثاق کے اس عظیم عہد و پیماں کو حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک عظیم نعت ہونے کا شرف حاصل ہے اور یہ عہد اوصاف رسُولِ مقبول میں ایک بلند تر امتیاز ہے جس کا عملی ثبُوت معراج کی رات میں مسجد اقصیٰ کی اس نماز سے بھی ملتا ہے جس میں انبیائے کرام مقتدی تھے اور سردارِ دو جہاں حضرت محمد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وسلم ان سب کے امام تھے

تحویلِ قبلہ

حضور سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم اور آپ کے صحابہ کرامؓ ہجرت کے بعد بیت المقدس کی طرف مُنہ کر کے نماز پڑھتے تھے بیت المقدس ہی یہوُد و نصاریٰ کا قبلہ تھا۔ چنانچہ مدینہ منوّرہ کے یہوُد مسلمانوں کو طعنہ دیتے تھے کہ نبی کریم دیگر تمام احکام میں تو ہماری مخالفت کرتے ہیں مگر ہمارے قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں اس اعتراض کی وجہ سے آپ کی خواہش تھی کہ خانہ کعبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بنایا ہوا مسلمانوں کے لئے قبلہ، کعبہ معظمہ بن جائے چنانچہ ایک حضرت جبرائیل تشریف لائے اور عرض کیا یا رسُول اللہ دُعا کیجئے یقیناً آپ کی خواہش پوُری ہو گی چنانچہ تحویلِ قبلہ کی اس خواہش کے پوُرا ہونے کا آپ کو مکمّل طور پر یقین تھا اس لئے وحی الہٰی کے انتظار میں سرِ مُبارک اٹھا کر دیکھتے تھے کہ شاید ابھی یہ حکم آجائے چنانچہ پروردگارِ عالم کو آپ کی یہ پیاری ادا پسند آئی اور تحویلِ قبلہ کا حکم اس آیت کی صورت میں آگیا۔

قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِی السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّیَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ (البقرة۔ ۱۴۴)

ترجمہ: اے حبیبؐ آپ کا بار بار آسمان کی طرف منہ کرنا ہم دیکھ رہے ہیں تو ضرور

ہم آپ کو پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں آپ کی خوشی ہے. ابھی اپنا منہ مسجد حرام کی طرف پھیر دیجئے۔ بظاہر اس آیت کریمہ میں تحویل قبلہ کا حکم ہے لیکن نبی کریم کی خواہش کا اس قدر احترام اور آپ کی اس پیاری ادا کا قرآن مجید میں اس طرح ذکر حضور علیہ السلام کی اعلیٰ ترین نعت نہیں تو اور کیا ہے۔

صاحبُ اُمّتِ وسط

حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم جہاں تمام انبیاء کرام سے ممتاز اور ان کے خاتم ہیں وہاں آپ کی اُمت بھی سابقہ تمام اُمتوں سے افضل اور اعلیٰ ہے چنانچہ سورہ بقرہ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ۝ (البقرہ - ۱۴۳)

ترجمہ: اور اسی طرح ہم نے تم کو وسط (یعنی اُمتوں میں افضل) کیا کہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور رسول تمہارے نگہبان اور گواہ ہوں۔

اُمتِ محمدیہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں جس اعزاز و اکرام سے سرفراز ہوئی دوسری کوئی اُمت اسے نہ پا سکی بلکہ دیگر انبیا کرام بھی اس اُمت میں شامل ہونے کی دعائیں کرتے چلے گئے ظاہر اس فضیلت والی امت کا رہبر و راہنما ہونا ایک اعزاز سے کم نہیں اور قرآن حکیم میں اللہ تعالےٰ کا اس اعزاز کو ظاہر کرنا نعت نبی کریم ہی ہے اور یہ بھی ایسی ہی نعت ہے جس سے انبیائے سابقہ بھی محروم رہے۔

عالِم غیب

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص کبریٰ میں ایک یہ بھی ہے کہ خدا کی مہربانی اور عطا سے دانائے غیب بھی تھے یعنی وہ سب کچھ جانتے تھے جو آپ کی ظاہری حیات سے

انداز میں کہنا شروع کر دیا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کو چھوڑ دیا ہے اور ان سے ناراض ہو گیا ہے حکمتِ الٰہیہ کے مطابق وحی آتی تھی اس لئے کچھ عرصہ وحی کا نہ آنا کوئی عجب بات نہ تھی لیکن کفارِ مکہ تو بات کا بتنگڑ بنانے کے لئے ہر وقت تیار رہتے تھے اللہ تعالیٰ کو یہ بات سخت ناگوار گذری اور سورہ الضحیٰ نازل فرمائی تاکہ کفار کے اس اعتراض کا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رد کر دیا جائے یہ سورۃ مکمل طور پر نعت رسول مقبول ہے جس میں اس تبنگڑ کی تردید کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ پر اپنے احسانات بھی بیان کئے ہیں اور آپ کو جن اعزازات سے سرفراز کیا ہے اُن کا تذکرہ بھی کیا ہے۔

وَالضُّحٰی ۙ﴿۱﴾ وَالَّیۡلِ اِذَا سَجٰی ۙ﴿۲﴾ مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَمَا قَلٰی ؕ﴿۳﴾
وَلَلۡاٰخِرَۃُ خَیۡرٌ لَّکَ مِنَ الۡاُوۡلٰی ؕ﴿۴﴾ وَلَسَوۡفَ یُعۡطِیۡکَ رَبُّکَ فَتَرۡضٰی ؕ﴿۵﴾
اَلَمۡ یَجِدۡکَ یَتِیۡمًا فَاٰوٰی ۪﴿۶﴾ وَوَجَدَکَ ضَآلًّا فَہَدٰی ۪﴿۷﴾ وَ
وَجَدَکَ عَآئِلًا فَاَغۡنٰی ؕ﴿۸﴾ ۔ (الضحیٰ ۱تا۸)

ترجمہ: چاشت کی قسم اور رات کی قسم جب وُہ پردہ ڈالے اے حبیبؐ آپ کے رَبّ نے نہ چھوڑا۔ آپ کو اور بے شک آپ کے لئے آنے والا دِن گذرے ہوئے دِن سے زیادہ فضیلت لے کر آئے گا اور بے شک قریب ہے کہ آپ کا ربّ آپ کو اتنا دے کہ آپ راضی ہو جائیں گے کیا اس نے آپ کو یتیم نہ پایا اور پھر جگہ دی اور آپ کو اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی اور آپ کو حاجت مند پایا پھر غنی کر دیا۔

چاشت اور رات جس کی خدا تعالیٰ نے قسمیں کھائی ہیں ان سے کیا مراد ہے اس سلسلے میں مفسرین کے مختلف اقوال کا ذکر کرتے ہوئے مولانا مفتی احمد یار مؤلف شان حبیب الرحمٰن آیاتُ القرآن لکھتے ہیں۔

ایک تو یہ کہ چاشت یعنی دوپہر سے مراد وُہ دوپہر ہے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام معجزوں میں، جادوگروں پر غالب آئے اور جادوگر سجدے میں گر گئے جس کو قرآن مجید نے بیان فرمایا

وَان یحشر الناس ضحی

اور یہ لوگ دن چڑھے ادوپہر جمع کئے جائیں اور رات سے مراد معراج کی رات ہے تو معنی یہ ہوئے کہ اس دوپہر اور معراج کی قسم دوسرا قول یہ ہے کہ دوپہر سے مراد رخِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور رات سے مراد آپؐ کے سرِ مبارک کے بال ہیں یعنی آپ کے چہرہ انور کی قسم جو مثل روشندان کے ہے اور آپ کے ان مبارک بالوں کی قسم جو کبھی کبھی اس آفتاب پر مثل رحمت کے بادل پڑ جاتے ہیں یعنی آپؐ کے چہرہ مبارک پر آپ کے بال چھا جاتے ہیں (روح البیان وتفسیر خزائن العرفان)

وَالضُّحٰی وَاللَّیْلِ اِذَا سَجٰی کے بعد سورہ مبارک کا رخ اپنے اصل موضوع کی طرف مڑ جاتا ہے اور ان دو قسموں کے بعد اللہ تعالیٰ کفار کے اس اعتراض کا شافی جواب دیتے ہیں جس کا اس سے پیشتر ذکر ہو چکا ہے اور اس اعتراض کے جواب کے بعد ان اعزاز و اکرام کا ذکر ہوتا ہے جن سے آپ کو نوازا گیا ہے۔

عصرِ حبیبؐ کی قسم

سورہ عصر کی ابتدائی آیات وَالْعَصْرِ ① اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ②

ترجمہ: زمانے کی قسم بے شک انسان گھاٹے میں ہے۔

مفسرین نے عصر کے معنی تین طرح سے بیان کئے ہیں ایک تو یہ کہ وقت نمازِ عصر دوسرے مطلقاً زمانہ اور تیسرے حضور علیہ السلام کا زمانہ۔ اس تیسرے معنی کے سلسلے میں بھی دو قول ہیں ایک تو یہ کہ یہاں نبی پاک کا وہی زمانہ مراد ہے جو آپ کی ظاہری حیات کا ہے اور دوسرے یہ کہ آپ کی رسالت ونبوت سے قیامت تک کے لئے ہے اس لئے آپ کا زمانہ مبارک بھی قیامت تک ہے۔ اگر تیسرے مفہوم کو پیش نظر رکھا جائے تو آیت کریمہ بھی نعت رسول مقبول ہے جس میں اپنے محبوب کے زمانے کی قسم کے ساتھ ایک بہت بڑی حقیقت کہ انسان خسارے میں ہے بیان کی گئی ہے کیونکہ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک سے نسبت رکھنے والی اور دیگر چیزوں کی قسم کھا کر نعت ارشاد فرمائی ہے۔

عطائے کوثر

عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ دنیا میں اسی کا ذکر کیا جاتا ہے جس کی نسل چلے یعنی اولاد ہو خصوصاً بیٹا، چنانچہ جب نبی کریم کے فرزندِ ارجمند حضرت قاسم بچپن میں وفات پاگئے تو کفار نے آپ کو ابتر یعنی منقطع النسل کہا اور یہ بھی کہا کہ اب چونکہ ان کی نسل نہیں رہی اس لئے ان کا ذکر بھی دنیا میں نہیں رہے گا۔ کفار کی ان لایعنی باتوں سے حضور علیہ السلام کو سخت صدمہ ہوا اور آپ غمگین رہنے لگے اس صورت حال میں سورہ کوثر نازل ہوئی جس کے الفاظ نعت رسولِ مقبول کا ایسا شاہکار ہیں جن پر زبان اور بیان کی تمام تر لطافتوں کو قربان کرنے کو جی چاہتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّآ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ ﴿۱﴾ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانۡحَرۡ ﴿۲﴾ اِنَّ شَانِئَکَ هُوَ الۡاَبۡتَرُ ﴿۳﴾

ترجمہ: اے محبوب ہم نے آپ کو بے شمار خوبیاں (کوثر) عطا کیں تو تم اپنے رب کے لئے نماز پڑھو اور قربانی دو بے شک جو تمہارا دشمن ہے وہی ابتر منقطع النسل ہے چنانچہ کفار کے اس اعتراض کے حوالے سے اگر اس سورہ مبارکہ کو دیکھیں تو یہ بات واضح ہے کہ دنیائے رنگ و بو میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا جو شہرہ اور چرچا ہوا، ہو رہا ہے یہ کسی دوسری شخصیت کو اس کی اولاد ہو یا نہ ہو میسر نہ آیا۔ مختلف مفسرین نے کوثر کے معنی بے شمار خوبیاں، بہت سا ذکر، حوض کوثر اور عالم کثرت یعنی اُمتِ کثیرہ کے لئے ہیں ان تمام معنوں کا تعلق حضور علیہ السلام ہی کی ذاتِ گرامی سے ہے

مزّمل و مدثّر

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالےٰ کو کس قدر محبوب اور پیارے تھے اور اس کا ادراک کرنا انسانی فہم و شعور کے بس کی بات نہیں قرآن مجید میں جو بلاشبہ نعت رسول مقبول

کا ایک روشن چراغ ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کے اوصاف ومحاسن اور سیرت وکردار کے سلسلے میں جہاں بہت کچھ کہا ہے وہاں آپ کی حیاتِ مبارکہ کی مختلف کیفیات کو بھی درج کرکے نعتِ رسول کہی ہے چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

یَاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ۔ اے کپڑوں میں لپٹنے والے (یَاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ (المزمل-۱)

یَاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ۔ اے چادر اوڑھنے والے (یَاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ (المدثر-۱)

ظاہر ہے زندگی کی یہ مختلف حالتیں ہر انسان میں ہوتی ہیں لیکن محبوبِ ربّ العالمین کی یہ حالت اللہ تعالیٰ کو اس قدر عزیز اور پیاری ہیں کہ اسی سے ان دو صورتوں میں آپ کو پکارا گیا ہے جس سے نہ صرف عظمتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم ظاہر ہوتی ہے بلکہ محبتِ خداوندی کا بھی ثبوت ملتا ہے جو اللہ کو اپنے حبیبِ پاک سے تھی۔

یٰسٓ وطٰہٰ

یٰسٓ اور طٰہٰ اگرچہ حروفِ مقطعات میں سے ہیں جن کے معنی ومفہوم کو سوائے ذاتِ خداوندی اور اس کے محبوبِ پاک کے اور کوئی نہیں جانتا لیکن بعض مفسرین نے انہیں حضور علیہ السّلام کے القابات اور اسما قرار دیا ہے اور جس سورۂ مبارکہ کے شروع میں ہیں ان کا نام بھی انہیں کو قرار دیا ہے۔ چنانچہ علامہ اقبال کا ایک نعتیہ شعر ہے۔

نگاہِ عشق ومستی میں وہی اوّل وآخر   وہی قرآں وہی فرقاں وہی یٰسیں وہی طٰہٰ

صاحبِ امدادِ خُدا وملائکہ

یُوں تو وہ کون سا موقع ومقام ہے جب اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیبِ پاک کو مشکل میں گھرے ہوئے دیکھا اور امداد نہ فرمائی ہو بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ جب کبھی بھی آپ غمگین ہوئے یا کوئی کٹھن مرحلہ آیا تو ربِّ ذوالجلال نے آپ کے غم کو دُور کرنے کے لئے وحیِ الٰہی بھیجی غزوۂ بدر میں جب مٹھی بھر مسلمان کفار کے ایک بڑے اور کہیں زیادہ مسلح لشکر سے مقابلہ کرنے والے تھے تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی فوج ظفر موج کو بھیج کر لشکرِ اسلام کے لئے نصرت

ونصرت کو یقینی بنا دیا اسی طرح دوسرے موقعوں پر بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کی حمایت و امداد فرمائی چنانچہ قرآن حکیم میں اللہ تعالےٰ نے آپ کے اس اعزاز کا ذکر کرتے ہوئے سورہ التحریم میں ارشاد فرمایا۔

فَاِنَّ اللّٰہَ ھُوَ مَوْلٰہُ وَجِبْرِیْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ بَعْدَ ذٰلِکَ ظَھِیْرٌ۔ (التحریم۔۴)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالےٰ اپنے حبیب کا مددگار ہے اور جبرئیل اور نیک ایمان والے اور اس کے بعد فرشتے مددگار ہیں

قرآن حکیم میں یہ نعت رسول مقبول دراصل مومنین کے لئے حوصلہ افزائی اور عزت افزائی کی حیثیت رکھتی ہے جب کہ کفار کے لئے ایک چیلنج ہے کہ تم اپنی تمام سازشوں اور چالوں کے باوجود میرے نبی کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے بلکہ وہ تو اللہ تعالےٰ کی نگہبانی میں ہیں جس کا ثبوت دوسری آیاتِ مبارکہ سے بھی ملتا ہے۔

فتح مُبین

قرآن مجید کی سورۃ فتح یوں تو تمام تر نعت رسول مقبول ہے لیکن اس کی پہلی آیات کریمہ میں آپ کو جس فتح مبین کی خوشخبری دی گئی ہے مفسرین نے اس کی تفسیر میں بہت کچھ لکھا ہے بعض کے نزدیک اس سے مراد فتح مکہ ہے جس سے اشاعت اسلام کے سلسلے میں تمام رکاوٹیں دور ہوگئیں اور وہ لوگ جو اب تک عرب کے قبائل کو ساتھ ملا کر اسلام کے چڑھتے ہوئے دریا اور بہتے ہوئے سمندر کو روکنے کی کوشش میں مصروف تھے نہ صرف اسلام کے جھنڈے تلے جمع ہوگئے بلکہ اپنی تمام تر صلاحیتیں دین اسلام کی اشاعت اور تبلیغ میں صرف کرنے لگے فتح مکہ کے علاوہ فتح مُبین کی تفسیر میں یہ بھی لکھا گیا ہے کہ اس سے مراد وہ نوید ہے جس کی عملی شکل شہروں کی فتوحات بندگانِ خدا کی تسخیر، حصول مالِ غنیمت، تقویت دین، کثرت اُمت اور احکام اسلام کی اشاعت اور ترویج ہے چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا - (الفتح - ۱)

ترجمہ: اے حبیب! بے شک ہم نے آپ کے لئے روشن فتح فرما دی۔

اس سورۂ مبارکہ میں آگے چل کر اللہ تعالےٰ نے وضاحت کے ساتھ فتح مکہ کا ذکر بھی کیا ہے اور بتایا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو خواب دیکھا تھا وہ یقیناً سچا تھا۔

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ (الفتح - ۲۷)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو سچا خواب دکھایا جو واقعہ کے مطابق ہے کہ تم لوگ مسجد الحرام (یعنی مکہ شریف) میں ضرور جاؤ گے نہایت ہی امن و امان کے ساتھ اپنے سروں کے بالوں کو منڈواتے اور کتراتے ہوئے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح مکہ کی یہ نوید بھی آپ ہی کے اوصاف و محاسن کی ایک روشن علامت اور ایک خوبصورت نعتِ رسول کریم ہے۔

پورا قرآن ۔ نعت نبی

قرآن مجید کی کون، کون سی آیاتِ کریمہ کو نعت و سیرت، عظمت و رفعت اور اوصاف و محاسن کے سلسلے میں تحریر کیا جائے اور کس کے متعلق خاموشی اختیار کی جائے اس کے متعلق ذہن کچھ فیصلہ کرنے سے قاصر ہے کیونکہ قرآن حکیم کو جب اور جس انداز سے دیکھتے ہیں تو یہاں ہر آیت نعت محبوبِ خدا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی نظر آتی ہے حقیقت یہ ہے کہ آپ کے اقوال و احوال اور خصائص و شمائل اگر اس طرح محفوظ نہ ہوتے بھی جس طرح کہ صحابہ کرامؓ نے محفوظ کیا ہے تب بھی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت اور سیرت اتنی ہی نمایاں اور تاباں ہوتی جتنی اب ہے کیونکہ خالقِ کائنات نے اس کام کو سب سے پہلے اپنی الہامی کتاب یعنی قرآن مجید میں اس خوبی، حسن، سلیقے اور قرینے کے ساتھ

پیش کیا ہے اگر انصاف کی نظر سے دیکھا جائے تو آپ کی نبوت و رسالت اور رحمت و رافت کے متعلق کسی قسم کے شک و شبہ کا امکان باقی نہیں رہتا۔ حقیقت یہ ہے کہ پورا قرآن مجید نبی رحمت کی نعت و سیرت کو بیان کر رہا ہے اور جس طرح سے آپ کی حیات مبارکہ اور احادیث، قرآن پاک کی زندہ، روشن اور تابندہ تفسیر ہے اسی طرح قرآن مجید بھی حیات و سیرت سید دو عالم کا مفسر اعظم ہے۔

میں اپنی اس گذارشات کا اختتام مولانا مفتی احمد یار کی کتاب شان حبیب الرحمٰن من آیات القرآن کے مقدمے کے اس پہلے اقتباس پر کر رہا ہوں جس میں قرآن حکیم میں نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی وسعت و اہمیت کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا ہے۔

"حقیقت یہ ہے کہ قرآن پاک کو بنظر ایمان دیکھا جائے تو اس میں اوّل سے آخر تک نعت سرور کائنات معلوم ہوتی ہے حمد الٰہی ہو یا بیان عقائد، گذشتہ انبیائے کرام اور ان کی امتوں کے واقعات ہوں یا احکام۔ قرآن پاک کا ہر موضوع اپنے لانے والے محبوب پاک کے اوصاف و محاسن کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے مثال کے طور پر سورۂ اخلاص کو لیجئے کہ اس میں خداوند قدوس کی صفات کا ذکر ہے اور سورۂ لہب کو دیکھیں کہ اس میں بظاہر اوّل تا آخر ابو لہب کافر اور اس کی بیوی کا ذکر ہے مگر جب غور کرو تو یہ دونوں سورتیں محبوب پاک کی نعت سے بھری پڑی ہیں قل ھو اللہ میں ارشاد ہے کہ اے حبیب کہہ دیجئے کہ اللہ ایک ہے اور وہی بھروسہ کے لائق ہے نہ وہ کسی کی اولاد اور نہ اس کی کوئی اولاد وغیرہ وغیرہ مگر کلمہ قل یعنی اے حبیب آپ کہہ دیجئے۔ نے اس ساری سورۃ میں نعت کو شامل کر دیا کیونکہ مرضی مولا یہ ہے کہ اے حبیب! کلام تو ہمارا ہو، اور زبان آپ کی۔

قُل کہہ کے اپنی بات بھی منہ سے تیرے سُنی   اِتنی ہے گفتگو تیری اللہ کو پسند

کتابیات

اس مضمون کی تیاری میں قرآن پاک کے مختلف تراجم و تفاسیر اور مجموعہ ہائے حدیث کے علاوہ مندرجہ ذیل کتب و رسائل سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔

۱۔ کتاب الشفاء ——— حضرت قاضی عیاض مالکی علیہ الرحمۃ
۲۔ خصائص کبریٰ ——— علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ
۳۔ شواہد النبوت ——— مولانا عبدالرحمٰن جامی علیہ الرحمۃ
۴۔ مدارج النبوت ——— شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ
۵۔ سیرت رسول عربی ——— علامہ نور بخش توکلی علیہ الرحمۃ
۶۔ شان حبیب الرحمٰن من آیات القرآن۔ مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ
۷۔ سیرت النبی ——— علامہ شبلی نعمانی
۸۔ رحمۃ للعالمین ——— سید قاضی سلیمان منصور پوری
۹۔ سیرت سرور عالم ——— مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی
۱۰۔ ارمغان نعت ——— شفیق بریلوی
۱۱۔ قرآن نمبر ——— سیارہ ڈائجسٹ
۱۲۔ رسول نمبر ——— سیارہ ڈائجسٹ

نعت شریف

جس لحظہ تری یاد شبِ تار میں آوے اِک گونہ سکوں قلبِ طلبگار میں آوے

وہ لطف کہاں جنتِ رضوان میں واعظ جو لطف مدینے کے چمن زار میں آوے

رنگین بہاروں سے مہک جاتا ہے گلشن جب ایک بھی خم گیسوئے خمدار میں آوے

وہ شخص ہو کیوں گرمیٔ محشر سے پریشاں جو شخص ترے سایۂ دیوار میں آوے

ہو جاتا ہے بیتاب دلِ رحمتِ عالم اک اشک بھی گر چشمِ گنہگار میں آوے

مجھ جیسا ہی کیا دامنِ حسرت کو بچھا کر جبریل بھی محبوب کے دربار میں آوے

وہ کیسے گئے سرحدِ اِمکان سے بالا یہ بات کہاں عقلِ گرفتار میں آوے

ہر حرف دے انسان کو پیغامِ محبت وہ تابِ سخن، گوشۂ افکار میں آوے

کہتے ہیں غلامِ شہِ ذیشان سے قدسی
دل تھام کے وہ کوچۂ سرکار میں آوے

غُلامِ مصطفیٰ مجدّدی ایم۔ اے، شکرگڑھ